عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۲۹ | ۱۹ تا ۲۵/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/ اگست ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۲۹

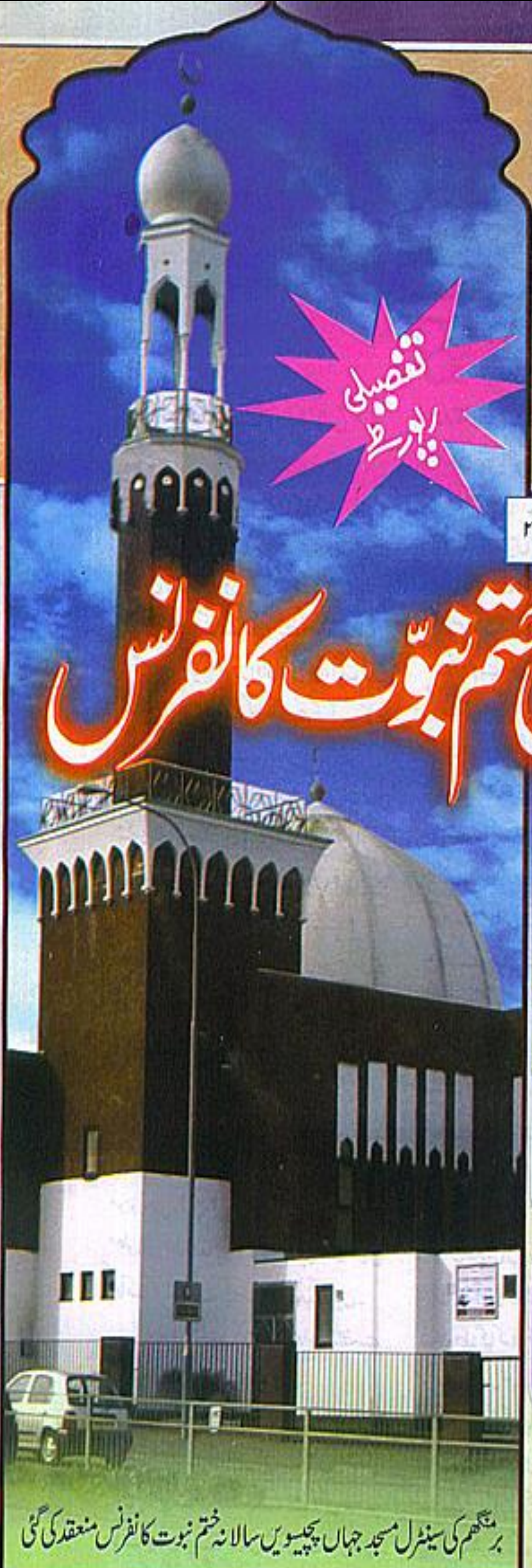

برمنگھم کی سینٹرل مسجد جہاں پچیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی

برطانیہ میں عظیم الشان ختم نبوّت کانفرنس

مساجد و مزارات پر حملہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا، اس کے پیچھے گہری سازش ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مسلم امہ ایک اعتدال پسند امت ہے جو انتہاپسندی سے دور ہے: مولانا فضل الرحمن

اپنے ایمان کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے: مولانا ارشد مدنی

قادیانی اور مرزائی آئین کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں: مولانا اللہ وسایا

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کیا جائے: مولانا فضل الرحیم

مسئلہ ختمِ نبوّت
مفسرین کرام کی نظر میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

قوت مردمی سے محروم کا نکاح کرنا

مسز خان، کراچی

س:...... میرے بیٹے کی تین شادیاں ہوئیں یکے بعد دیگرے طلاق پر بات ختم ہوئی، ان کے سسرالی لوگ چہ میگوئی کرتے، گزشتہ دنوں میں اپنے بیٹے کی شادی کے لئے لڑکی دیکھنے گئی، انہیں طلاقوں کا علم ہوگیا، یہ ڈاکٹروں والی فیملی تھی، ایک شادی شدہ نوجوان لڑکی نے کہا لگتا ہے کہ آپ کا بیٹا Goy ہے، اس نے مجھے کہا جو ماں باپ ان باتوں کو سمجھے بغیر اپنی اولاد کی شادیاں کرواتے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ ظالم قرار پائیں گے، میں اس بارے میں مذہبی نقطۂ نظر سے جاننا چاہتی ہوں، آج میڈیا اس کو منظر عام پر لانے کی کوشش کررہا ہے، اسلامی تعلیمات رہتی دنیا تک کے لئے ہیں، یہ بیماری جو ہارمونز کے عدم استحکام کے نتیجے میں ہوتی ہے، لڑکے Goy اور لڑکیاں Lesbian کہلاتی ہیں، اس کے بارے میں اسلامی موقف کیا ہے؟ کیا انہیں شادی نہیں کرنی چاہئے جبکہ اس چیز کے حوالے سے قرآن میں حضرت لوط کی قوم پر عذاب کے واقعات موجود ہیں، آج کل لوگ خصوصاً ماں باپ ان معلومات کو جاننا چاہیں تو آگاہ کردیں تاکہ اسلامی موقف سمجھ میں آئے، کیونکہ یہ جھجک رکھتے ہیں۔

ج:...... آپ کے سوال کا جواب لکھنے سے قبل چند اصول عرض کئے جاتے ہیں:

ا:... اگر آپ کا لڑکا نامرد ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے تو اس کی شادی نہیں کرنا چاہئے اور خود آپ کے بیٹے کو بھی صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ میں شادی کے قابل نہیں ہوں، بلکہ اگر کوئی شخص حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے تو اس کو شادی کرنا حرام ہے، لیکن اگر کوئی لڑکا یا لڑکی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل ہے، لیکن اس کے اندر اولاد پیدا کرنے والے جرثومے ناپید ہیں تو اس کو نکاح کرنا جائز ہے اور جہاں رشتہ طے ہورہا ہے وہاں ان کو یہ بتلانے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے، اس لئے کہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ جب کس بیمار کو اس نعمت سے سرفراز فرمادیں یا کسی صحت مند کو محروم کردیں، پھر مقصود تو زناکاری اور بدکاری سے حفاظت ہے، لہٰذا ایسے لوگ جب حقوق زوجیت ادا کرسکتے ہیں تو ایک گونا نکاح کا فائدہ حاصل ہوگیا، اگرچہ نکاح کا ایک مقصد توالد و تناسل بھی ہے، مگر اس سے صحت مند انسان بھی محروم ہوسکتا ہے، جہاں تک ہم جنس پرست لڑکوں اور لڑکیوں کا تعلق ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

ہم جنس پرستی بدترین جرم ہے، جیسا کہ آپ نے بھی قوم لوط کا تذکرہ کیا ہے اور قرآن و حدیث میں اس بدترین جرم کی شدید سزا اوارد ہے۔ چنانچہ قوم لوط کو جس بدترین عذاب سے دوچار کیا گیا تھا... پوری قوم کو ان کے گھروں سمیت اٹھا کر پٹخ دیا گیا اور آن واحد میں وہ پوری کی پوری قوم عذاب الٰہی کا لقمہ بن گئی اور ان کی بستیوں کے نام و نشان تک مٹ گئے... اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ہم جنس پرستی جیسے غلیظ جرم کی مرتکب تھی، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہم جنس پرستی جس کو لواطت بھی کہا جاتا ہے اس کی بدترین سزا کا حکم ہے، چنانچہ ایسے مجرموں کو کسی پہاڑ پر لے جاکر وہاں سے نیچے کو دھکا دے کر ہلاک کردیا جائے، کیونکہ ایسے لوگ فطرت کے باغی ہیں اور جو لوگ فطرت کے باغی ہوں ان کی یہی سزا ہے۔

مگر افسوس کہ انسان نما حیوانوں اور درندوں نے کچھ عرصہ قبل برطانیہ میں ہم جنس پرستی کو قانونی جواز کا درجہ دیا اور اب ہندوستان نے بھی ان کی اقتدا میں ہم جنس پرستی کے جواز کا قانون پاس کرلیا ہے۔ اس لئے میڈیا میں اس کو اچھالا جارہا ہے، ایسے لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کہ کوئی جانور حتیٰ کہ خنزیر بھی ہم جنس پرستی نہیں کرتا تو جو فعل اس قدر شنیع و قبیح اور برا ہو اس کی سزا بھی عبرت ناک ہونی چاہئے۔

ہمارا فرض ہے کہ اپنی نسلوں کو اس سلسلہ میں صحیح تربیت کریں اور ان کو اس غلیظ اور گھناؤنے گناہ سے بچائیں، لہٰذا ایسے بچوں کو اس فعل بد کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے اور ان کو اس گناہ سے بچانے کے لئے فوراً ان کا نکاح کردیں تاکہ وہ فطرت پر آکر غیر فطری فعل سے کنارہ کش ہوجائیں۔

دیکھا جائے تو ان جرائم کو رواج تب ہی ملتا ہے جب نوجوانوں کو شادی اور نکاح جیسے فطری عمل سے دیر تک محروم رکھا جاتا ہے، اگر بچہ یا بچی جیسے ہی بالغ ہو اور ان کا نکاح کردیا جائے تو یہ جرائم نہیں پنپ سکیں گے۔ افسوس یہ ہے کہ آج کل ہم نے نکاح جیسے فطری عمل کو خواہ مخواہ اور دور از کار بلکہ خود ساختہ رسم و رواج کی وجہ سے مشکل بنادیا ہے، جس کی وجہ سے یہ غیر فطری فعل اور غلیظ گناہ رواج پارہے ہیں، لہٰذا آپ کا بیٹا اگر اس بیماری میں مبتلا ہے تو فوراً اس کی ذہنی تربیت کرکے اس کو نکاح کے بندھن میں باندھ دیا جائے اور اس کو بتلایا جائے کہ اگر اس نے اس فعل بد سے توبہ نہ کی تو دنیا و آخرت کی تباہی اس کا مقدر ہوگا۔ اخبارات اور میڈیا اس کو نامعلوم کیوں چھپارہے ہیں کہ دنیا میں ایڈز جیسے مہلک مرض کے پھیلنے کا سبب یہ غلیظ کام ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
ملتان

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ ۱۹ تا ۲۵/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/اگست ۲۰۱۰ء شمارہ: ۲۹

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کو دعوتِ فکر!	۵	اداریہ
برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس	۷	رپورٹ: مفتی خالد محمود
مسئلہ ختم نبوت... مفسرین کرام کی نظر میں!	۱۲	مفتی عنایت الرحمٰن علوی
دیارِ حبیبؐ سے دیارِ غیر تک (۴)	۱۶	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
لفظ "قادیانیت" سے چڑنے کا فلسفہ	۱۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
"یہ پاگل پن کب ختم ہوگا"	۲۱	روبینہ فرید
ایمان افروز واقعات	۲۳	مولانا شعیب فردوس
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35 Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

حوضِ کوثر کے برتنوں کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ صحبت اور تاثیرِ تربیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے ایک موقع پر ایک جملہ ارشاد فرمایا، وہ اس کے دل میں ایسا پیوست ہوا کہ ساری عمر کے لئے اس کا حال بن گیا۔ حق تعالیٰ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی تاثیر کا ایک شمہ اس ناکارہ کو اور اس کے باتوفیق قارئین کو بھی نصیب فرماویں۔

اس حدیث سے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات پر کس طرح مرمٹ گئے تھے، اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو وعدہ کیا اس کو کیسے نبھا کر دکھایا؟

یہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، اشرافِ قریش میں ان کا شمار ہوتا تھا، فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور ۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں ان کی وفات ہوئی، ایک سو بیس برس کی عمر پائی، ساٹھ سال اسلام میں اور ساٹھ سال جاہلیت میں۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کے مال و دولت کو موسمِ بہار کے سبزے سے تشبیہ دی ہے کہ وہ سبزہ جانوروں کو بہت بھاتا ہے، اس لئے بسااوقات اس کے زیادہ چرنے سے مویشی نفخ اور سوءِ ہضم کا شکار ہوکر مر بھی جاتے ہیں۔ اسی طرح مال و دولت کی رغبت طبعی ہے، اور انسان کی حرص زیادہ سے زیادہ مال سمیٹنے کی طرف راغب ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دولت کی بدہضمی کی وجہ سے ایمانی و رُوحانی اور اَخلاقی موت ہوتا ہے کہ آدمی بسااوقات حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا، مال و دولت کے حقوق ادا نہیں کرتا اور نشۂ دولت میں مست ہوکر حقوق اللہ و حقوق العباد سب کو بھول جاتا ہے۔

''حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکلیف اور تنگی سے آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد راحت و کشائش کے ساتھ آزمائے گئے تو ہم نے صبر نہیں کیا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۶۹)

یعنی آزمائش کی ایک صورت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیش آئی کہ ہم تکالیف اور تنگیوں سے آزمائے گئے، اس کو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود کی برکت سے برداشت کر گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تکالیف اور تنگ دستیوں کا دور ختم ہوا اور راحت و آسائش اور رزق کی فراوانی و کشائش کا دور آیا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی، مگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زُہد و قناعت کا معیار قائم نہ رکھ سکے، بلکہ مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے ہمارے کھانے پینے، رہنے سہنے اور لباس و پوشاک کا معیار دورِ نبوی کی بہ نسبت اُونچا ہوگیا۔

اس حدیث سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان و احسان کے مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سابقین اوّلین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، متعدد اَحادیث میں ان کے فضائل و مناقب وارد ہوئے ہیں، اور انہیں اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا فرمائی، اس کو خیر کے کاموں میں کثرت سے صرف فرماتے تھے، ان تمام اُمور کے باوجود انہیں مال و دولت کی بہتات پر فخر نہیں، بلکہ اس پر افسوس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زُہد و تقشف اور تنگی و تنگ دستی کا جو حال تھا کاش وہی رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی یہ صحیح ایمانی ذوق نصیب فرمائے۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے آخرت کو اپنا فکر بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا سے بھردیتے ہیں، اس کا شیرازہ مجتمع کردیتے ہیں اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آتی ہے، اور جس شخص نے دُنیا کو اپنا فکر بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کا فقر اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتے ہیں، اور اس کا شیرازہ بکھیر دیتے ہیں، اور دُنیا بھی اس کے پاس بس اتنی ہی آتی ہے جتنی اس کے مقدر میں ہو۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

یہ حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور ہے، مگر اس کا مضمون قرآن کریم، احادیثِ صحیحہ اور مشاہدے و تجربے سے بھی ثابت ہے۔ جو شخص آخرت ہی کو اپنی سوچ اور فکر کا محور بنالیتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت و عنایت سے اس کو دُنیا سے استغنا کی دولت عطا فرماتے ہیں، اسے اپنی ناداری و تنگ دستی کا شکوہ نہیں ہوتا، اور نہ دُنیا کے کوڑے کرکٹ کی طرف وہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کی کفایت فرماتے ہیں، اور وہ دل کی پراگندگی و پریشانی سے مأمون ہوجاتا ہے، اور دُنیا ناک رگڑتی ہوئی اس کے پاس آتی ہے۔ مختصر یہ کہ جس شخص پر فکرِ آخرت سوار ہو، دُنیا کی وقعت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

مردہ رہ را بود دُنیا سود نیست
ہرگزش اندیشہ نابود نیست

(جاری ہے)

ادارہ

قادیانیوں کو دعوتِ فکر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

روزنامہ جنگ کے معروف کالم نگار محترم جناب ہارون الرشید کے ۱۷/ جون کے کالم پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک قادیانی جمیل احمد بٹ نے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ شاعر مشرق علامہ اقبال کو ان کے آباؤ اجداد اور عزیز و اقارب سمیت قادیانی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا اور باور کرایا کہ علامہ صاحب آخری تین سالوں کے علاوہ تمام عمر قادیانی رہے، چنانچہ لکھتا ہے:

''پوری حیات احمدیت سے ایک گونہ تعلق رکھنے کے بعد اپنی زندگی کے آخر میں وہ احمدیت کے مخالف ہوگئے جس کا دورانیہ صرف تین سال پر محیط ہے۔ افسوس کہ مئی ۱۹۳۵ء میں اس مخالفت کا آغاز بھی کسی مذہبی بنیاد پر نہ تھا۔''

تبصرہ نگار نے اپنی تحریر کے شروع میں لکھا کہ: ''قرآن کریم نے جھوٹ کو نجاست قرار دیا اور آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تکرار سے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔'' اس کے باوجود موصوف نے قادیانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے حقائق کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ہم علامہ صاحب کی تحریروں کی روشنی میں ''ان حقائق'' کا جائزہ لیتے ہیں:

جب علامہ اقبال مرحوم کی کسی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار ''سن رائز'' نے اعتراض کیا کہ پہلے تو علامہ صاحب قادیانی تحریک کو اچھا سمجھتے تھے، اب وہ خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے تو اس کے جواب میں علامہ مرحوم نے بیان دیا:

''مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی، اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے، بانی تحریک (مرزا غلام احمد) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ ''براہین احمدیہ'' میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی، لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہوجاتی، اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں، تحریک کے دو گروہوں کے (لاہوری، قادیانی) باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے، معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت، بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا، بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ (اور یہ قادیانیوں کی روزمرہ عادت ہے، ناقل) درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے، تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے، بقول ایمرسن: ''صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔''

(حرف اقبال، ص:۱۳۱، ۱۳۲، مرتب: لطیف احمد شیروانی)

قادیانیوں کی حکمت عملی کے سلسلہ میں شاعر مشرق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے، بانی تحریک (مرزا غلام احمد) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے (ان لوگوں یعنی مسلمانوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا، یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں تعلق کی حاجت ہے...... ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ’’تشحیذ الاذہان‘‘ قادیان ج:۶ نمبر:۲ ص:۳۱۱۔ ناقل) دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں، اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے، اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟‘‘ (حرف اقبال ص:۱۳۸،۱۳۷)

قادیانیت، اسلامی وحدت کے لئے کس قدر خطرہ ہے، اس کی نشاندہی فرماتے ہوئے علامہ صاحب نے فرمایا:

’’مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بنا نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر (کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں...... بیان مرزا محمود، خلیفہ قادیان، مندرجہ ’’آئینہ صداقت‘‘ ص:۳۵) سمجھے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔‘‘

(حرف اقبال ص:۱۲۲، مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

قادیانی ٹولہ کا وجود عالم اسلام اور عقائد اسلام کے لئے مضر قرار دیتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے ارشاد فرمایا:

’’قرآن کریم کے بعد نبوت ووحی کا دعویٰ تمام انبیاءؑ کرام کی توہین ہے، یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔ ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے، قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلامی، عقائد اسلام، شرافت انبیاءؑ، خاتمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر ومنافی ہے۔‘‘ (فیضان اقبال ص:۲۳۵)

علامہ اقبالؒ جیسا صاحب علم اور دانشور جو کسی مدرسہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے بلکہ انہوں نے مغربی علوم اور اقوام کی حقیقت، تہذیب، ان کے مکروفریب اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے بغض وعناد کو قریب سے دیکھا اور پہچانا، ایسا آدمی یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں، ہم ہر قادیانی کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ کے ان اقتباسات کو بار بار پڑھے اور اپنے مستقبل کی فکر کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

برطانیہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

پچیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں انگلینڈ کے مختلف شہروں کے ہزاروں مسلمانوں کی شرکت

مساجد و مزارات پر حملہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا، اس کے پیچھے گہری سازش ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مسلم امہ ایک اعتدال پسند امت ہے جو انتہا پسندی سے دور ہے: مولانا فضل الرحمٰن

اپنے ایمان کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے: مولانا ارشد مدنی

قادیانی اور مرزائی آئین کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں: مولانا اللہ وسایا

محبت رسول کا تقاضا ہے کہ آپؐ کے دوستوں سے محبت اور آپؐ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کیا جائے: مولانا فضل الرحیم

تفصیلی رپورٹ ... مفتی خالد محمود

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پچیسویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس 11 / جولائی 2010ء بروز اتوار سینٹرل مسجد بیلگریو روڈ برمنگھم میں منعقد ہوئی، جس میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، جرمنی، بیلجیئم، ناروے کے علاوہ یو کے مقامی علماء کرام، اسکالرز، اور مندوبین اور ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز قاری غلام مرسلین کی تلاوت سے ہوا، اور قاری آصف ادریس نے بھی تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ عزیز الرحمن شاہ اور حافظ ابوبکر نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نے کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن قادیانی برطانیہ، امریکا اور یورپ میں قادیانیت کو حقیقی اسلام باور کرا کر دنیا کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں، امت مسلمہ انہیں اس جعل سازی میں کامیاب نہیں ہونے دے گی، انہوں نے مزید کہا کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے وہ رحمت للعالمین کی تعلیمات کا علمبردار ہے جو سراسر رحمت و شفقت پر مشتمل ہیں، اسلام نے اس دنیا کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی روشنی عطا کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار کبھی دہشت گرد نہیں ہوسکتا، انہوں نے کہا کہ ہم بزرگان دین اور ائمہ کرام کے ماننے والے اور ان کا احترام کرنے والے ہیں، شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں بھی عقیدت و محبت ہے، مساجد و مزارات پر حملہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا، اس کے پیچھے کوئی گہری سازش ہے، انہوں نے اس کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس واقعہ کی غیر جانب دارانہ تحقیقات کروا کر اصل حقائق قوم کے سامنے لائے۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ کسی سازش کا شکار نہ ہوں اور فرقہ واریت کی ہر مذموم کوشش کو ناکام بنا دیں۔

جمعیت علماء ہند کے امیر مولانا ارشد مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اور اس کا ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ توحید و رسالت کو، اور اس پر قرآن و حدیث کے اتنے واضح دلائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ صرف یہ کہ نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے بلکہ کسی مدعی نبوت سے اس کی دلیل مانگنا بھی کفر ہے، اس سے پہلے جتنے انبیاء آئے ان کے ماننے والوں نے خود اپنے انبیاء کی تعلیمات کو بھلا دیا لیکن عقیدہ ختم نبوت کا صدقہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آج تک محفوظ ہیں اور ہر دور میں ایک طبقہ ایسا رہا ہے جس نے اپنی جان سے زیادہ ان

تعلیمات کی حفاظت کی، وہ خود کٹ مرے، جانیں قربان کردیں لیکن نہ تعلیمات کو چھوڑا اور نہ کسی کو اس میں ردوبدل کرنے کی اجازت دی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے زعماء اس عقیدہ کے تحفظ کیلئے رات دن محنت کررہے ہیں، میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں اور اپنے ہر تعاون کا ان کو یقین دلاتا ہوں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور ایمان کے لئے ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانا جائے اور آپ کو آخری نبی ماننے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی شکل میں نہیں آئے گا، نہ ظلی شکل میں نہ بروزی شکل میں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو حضور کا بروز اور ظل ماننا اور کسی شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ماننا بھی عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہے، قادیانی عقائد کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہ محمد رسول اللہ ماننے اور سمجھنے پر رکھی گئی ہے، اسی لئے مرزائی اور قادیانی مذہب میں نئے کلمہ کی ضرورت نہیں بلکہ وہی کلمہ پڑھتے ہیں اور محمد رسول اللہ سے (العیاذ باللہ) مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے مہدی، مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے اور آخر میں نبوت کا دعویٰ کیا، مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ کہا، بلکہ اپنے آپ کو ان سے بڑھ کر بتایا۔ مرزا غلام احمد نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی، انبیاء کی توہین کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی، صحابہ کرامؓ کی توہین کی، ان عقائد ونظریات کی بناء پر ہم مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اب تو پارلیمنٹ، رابطہ عالم اسلامی اور دنیا کی متعدد عدالتوں نے بھی ان کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے، انہوں نے کہا کہ مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنا چھوڑ دیں، انہیں اسلام کا نام لینے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں، مرزائیوں نے دھوکا دہی اور فریب کاری سے مسلمانوں میں جو ارتدادی سرگرمیاں شروع کررکھی ہیں وہ اس سے باز آجائیں ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ان کا ہر جگہ تعاقب کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے ہمیشہ دلیل سے بات کی ہے اور ہماری تحریک ہمیشہ پرامن رہی ہے، ہم نے کسی مرحلہ پر بھی تشدد کا راستہ نہیں اپنایا، اور ہمیشہ ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کی ہے، اسلام امن وآشتی کا دین ہے اس میں بے گناہوں کے قتل عام کی کوئی گنجائش نہیں، خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، انہوں نے کہا کہ قادیانی عبادت گاہوں پر حملہ گہری عالمی سازش ہے، جس کی آڑ میں قانون توہین رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرنا، اسلام کو بدنام کرنا، بیرون ملک پاکستان کی ساکھ خراب کرنا، مدارس کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کرنا جیسے عوامل کارفرما ہیں، انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی انکوائری کرکے اصل صورت حال سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے۔

اوسلو، ناروے سے آئے ہوئے مولانا محمد طارق عثمان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی سو آیات، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو احادیث سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا ہے، اس لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو ماننا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ ارکان قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، اسی طرح ختم نبوت کا انکار بھی کفر ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا وہ سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوگیا، اب آپؐ کے بعد کسی نبی اور نبوت کی گنجائش نہیں، آپؐ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مفتی محمود الحسن نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا ہے اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے لیکن وہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے دنیا میں آئیں گے، دجال کو قتل کریں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نہ صرف یہ کہ خود عمل کریں گے بلکہ اس شریعت کو روئے زمین پر نافذ کریں گے۔ قادیانیوں کی جانب سے وفات مسیح کا عقیدہ رکھنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا انتہائی باطل اور لغو ہے۔

مفتی سہیل احمد نے کہا کہ نبوت ایک عظیم منصب ہے جو انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا، کوئی شخص اپنی مرضی اور اپنی محنت، اپنی عبادت و ریاضت سے نبی نہیں بن سکتا ہے بلکہ نبی اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے، نبی ہمیشہ سچا ہوتا ہے، اس کی پیشین گوئیاں سچی ہوتی ہیں اور نبی اخلاق وکردار میں سب سے اونچا اور سب سے ممتاز ہوتا ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس نے بہت سے پیشین گوئیاں کیں مگر ان میں ایک بھی ثابت نہ ہوسکی اور وہ ہمیشہ جھوٹا ثابت ہوا، اس کا اخلاق وکردار ایسا تھا کہ اسے ایک شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ اسے نبی مان لیا جائے، اس کی زندگی اور اس کا اخلاق وکردار خود اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

مفتی خالد محمود نے کہا کہ قادیانیت کو لوگ دوسرے فرقوں کی طرح ایک فرقہ سمجھتے ہیں، حالانکہ قادیانیت درحقیقت نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے۔ اس نے نبی کے مقابلہ میں نبی کھڑا کیا بلکہ سابقہ

تمام انبیاء سے اسے افضل بتایا، اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلال یعنی پہلی رات کا چاند اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بدر کامل یعنی چودھویں رات کا چاند کہا، اس نے قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنی کتاب بنائی جس کا نام تذکرہ ہے، اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مقدس جماعت کے مقابلہ میں مرزا کے ماننے والوں کو صحابہ کہا، اس نے خلفائے راشدین کے مقابلہ میں اپنے خلفاء بنائے، اس نے امہات المومنین کے مقابلہ میں مرزا کی بیوی کو ام المومنین کہا اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو مقدس جگہ قرار دیا، قادیان کے دورے کو حج کے برابر قرار دیا، گنبد خضرا کے مقابلہ میں گنبد بیضا بنایا۔ غرضیکہ دین اسلام کی ایک ایک چیز کے مقابلہ میں ایک ایک چیز گھڑ کر پورا ایک متوازی دین بنایا۔

برطانیہ کے امیر مولانا حافظ تکمین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ قادیان (بھارت) میں پیدا ہوا، پاکستان بننے کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں منتقل ہوا، جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس منظور ہوا تو یہ فتنہ انگلینڈ اور یورپ منتقل ہوگیا اور اس نے یہاں آکر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں میں ارتدادی سرگرمیاں شروع کردیں، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہر جگہ ان کا مقابلہ کیا۔ مجلس یہاں بھی ان کا تعاقب جاری رکھے گی اور مسلمانوں کو ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستان سے ہر سال یہاں آکر سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کرتے ہیں، چونکہ یہ فتنہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور پاکستان میں پروان چڑھا اس لئے پاکستان کے علماء اس فتنہ سے بخوبی واقف ہیں اور وہ پاکستان سے آکر آپ کو اس فتنہ کی شرانگیزی سے آگاہ کرتے ہیں، ان کے نظریات کے بارے میں بتاتے ہیں، ان کی سرگرمیوں اور ان کے مکروفریب سے آگاہ کرتے ہیں، یہ کانفرنس منعقد کر کے درحقیقت ہم اسلام کے چوکیدار کا فریضہ انجام دیتے ہیں، جو رات کے اندھیرے میں چکر لگاتا اور وقفہ وقفہ سے اہل محلہ کو خبردار رکھتا ہے، اسی طرح ہم یہاں آکر ایک صدا لگاتے ہیں اور آپ کو بیدار کرتے ہیں، اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ پورے سال بیدار رہیں اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اس فتنہ سے آگاہی حاصل کرتے رہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امت کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ یہ امت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے دفاع میں بہت حساس اور غیرت مند رہی ہے، میں تمام مسلمانوں سے عموماً اور علماء کرام سے خصوصاً یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس امت کے ہراول دستے کی حیثیت سے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں اور خطباء وائمہ مساجد سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ مہینہ میں کم از کم ایک جمعہ اس عقیدہ کی اہمیت اور قادیانیت کے فتنہ کے لئے مختص کردیں تاکہ عوام الناس کو اس سے آگاہی ہو۔

لندن سے جامع مسجد بالہم کے خطیب مولانا منور سورتی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے جان قربان کرنا ہر مسلمان اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے، اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے، اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، جس نے بے انتہا مخالفت اور غلط پروپیگنڈے کے باوجود اپنے ہمہ گیریت ثابت کردی ہے، پوری دنیا میں اسلام قبول کرنے کی شرح میں پہلے کی بنسبت کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے اور یہ شرح روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

دیگر مقررین نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کی سرتوڑ کوششیں کی جارہی ہیں مگر اس سے پہلے بھی یہ کوششیں بارآور نہ ہوسکیں اور آج مسلمانوں کو کرۂ ارضی سے مٹانے کی ہر کوشش ناکام ثابت ہوگی۔ آج مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا جارہا ہے، انہیں دہشت گرد ثابت کرنے پر بھرپور زور دیا جارہا ہے مگر اسلام اور مسلمانوں کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، اسلام نہ صرف انسانوں کے درمیان رحمت، شفقت کا تعلق قائم کرتا ہے، ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور ایک دوسرے کے احترام کا حکم دیتا ہے، بلکہ جانوروں پر بھی رحم کا درس دیتا ہے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات یکطرفہ اور قطعاً بے بنیاد ہیں، اسلام دشمن طاقتیں خود دہشت گردی اور انتہاپسندی میں ملوث ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مسلم ممالک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی لگائیں اور انہیں اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے سے روکا جائے، کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے مقابلہ میں ایک جھوٹی نبوت کے ماننے کی وجہ سے اسلام کے دائرہ سے خارج ہوچکے ہیں۔

کانفرنس کی اس نشست سے مفتی محمد اسلم، قاری اسماعیل رشیدی، مولانا محمد ایوب سورتی، مولانا امداد اللہ قاسمی، حافظ اقبال امام جامع مسجد مرکز ختم نبوت لندن، مفتی سعید الرحمن برنلے، صاحبزادہ مولانا رشید احمد، صاحبزدہ حافظ سعید احمد اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ اس نشست کی صدارت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کی اور ان کی دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

دوسری نشست

برمنگھم ختم نبوت کانفرنس کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ دین اسلام نے ہمیں جو تعلیمات دی ہیں دو چیزیں ان میں بہت اہمیت رکھتی ہیں، ایک قانون زندگی کہ ہمیں کس طرح رہنا چاہئے، کیا عقیدہ رکھنا ہے؟ کس ایمان وعمل کے ساتھ اس دنیا میں زندگی گزارنی ہے؟ دوسرا اس قانون کی تشریح کے لئے راہنما کی ضرورت اور احتیاج۔ اگر قانون نہ ہو تو انسان تاریکی میں بھٹکتا رہے گا، اگر قانون ہو لیکن اس کی تشریح کرنے والا راہنما نہ ہو تو ہر شخص قانون کی اپنی من مانی تشریح کرے گا جو ایک دوسرے کے منافی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو شریعت کی شکل میں قانون حیات بھی عطا کیا تا کہ انسان اپنی بہیمی خواہشات کے تابع ہوکر گمراہی میں مبتلا نہ ہو اور اس کی تشریح کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودات کی ہر شخص اپنی من مانی تشریح کرکے معاشرہ میں انتشار پھیلانے کا باعث نہ بنے۔

جیسے جیسے قانون شریعت مکمل ہوتا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آخری دین اسلام نازل فرمایا اور یہ اعلان کردیا کہ: آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو مکمل کردیا۔ جب قانون کی تکمیل ہوگئی تو قانون کی تشریح کرنے والے انبیاء کا سلسلہ بھی مکمل کردیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قانون کی تشریح کرنے والے آخری راہنما ہیں جو اللہ کی طرف سے بھیجے گئے، آپؐ کے بعد اب کسی نبی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کوئی نبی آئے گا۔ ان خیالات کا اظہار قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اب قیامت تک کسی نبوت کی ضرورت نہیں، شریعت بھی مکمل، اس کی تشریح بھی مکمل البتہ خلفاء ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام سیاست کرتے تھے آج سیاست کا لفظ بدنام ہوچکا ہے کہ جھوٹ بولنے، مال کمانے، چالاکی، بددیانتی اور اس جیسے امور کو سیاست کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ سیاست کا مطلب یہ ہے کہ مملکتی اور اجتماعی زندگی، ملی امور اور قومی زندگی گزارنے کے لئے ایسی تدابیر اور انتظام کرنا کہ دنیوی زندگی میں امن وسکون عطا ہو اور اخروی زندگی کے لئے نجات کا باعث بنے۔

قومی زندگی میں دو چیزیں اہمیت رکھتی ہیں: ایک امن وسکون اور دوسرے بہترین معیشت، اسلام ان دونوں کے حوالہ سے ایک جامع نظام عطا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں حق ہوگا وہاں باطل بھی ہوگا اور باطل حق پر حملہ آور بھی ہوگا، روز اول سے ایسا ہوتا آیا ہے لیکن بالآخر فتح حق کی ہوتی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھئے کہ صرف حق ہونا کافی نہیں بلکہ حق کے لئے قوت بننا ہوگا، قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے: ''تم سے جس قدر ہوسکتا ہے اپنے لئے قوت وطاقت پیدا کرو۔''

انہوں نے کہا کہ آج مذہبی طبقہ اور مذہبی دنیا کو انتہا پسند کہا جاتا ہے جبکہ کسی کے پاس نہ انتہا پسندی کی کوئی تعریف ہے نہ کوئی معیار، جبکہ ہمارے پاس اس کے لئے ایک معیار ہے، قرآن کریم نے ہمیں میانہ روامت کہا ہے اور اس کا اولین مصداق صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے جو جتنا صحابہ کرامؓ کے قریب ہوگا وہ اعتدال پسند ہوگا اور جو جتنا دور ہوگا وہ اتنا ہی انتہا پسند ہوگا تو ہمارے پاس معیار ہے، اعتدال اور انتہا پسندی کو اس معیار پر جانچنا چاہئے۔ ہمیں الزام دیا جاتا ہے کہ ہم بندوق کے زور پر اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں، میں بھی کہتا ہوں کہ اس کے لئے مسلح جدوجہد کا طریقہ درست نہیں لیکن دوسری طرف میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے اپنی کیا ذمہ داری پوری کی؟ آئین میں موجود ہے کہ قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہوگی، قرآن وسنت کے منافی قانون نہیں بنایا جائے گا جو قانون قرآن وسنت کے خلاف ہوگا، قانون سازی کرکے اسے تبدیل کیا جائے گا، اسلامی نظریاتی کونسل جو ایک وفاقی اور سرکاری ادارہ ہے اس کی متفقہ سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کی جائے گی، لیکن آج تک آپ نے اپنی کون سی ذمہ داری پوری کی ہے؟ بلکہ اس کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ جب آئین پر نظر ثانی کی گئی تو پورا زور لگایا گیا کہ قرارداد مقاصد کو آئین سے حذف کیا جائے، صدر کے لئے آئین میں مسلمان ہونے کی شرط کو ختم کیا جائے۔ اسلامی دفعات کو ختم کیا جائے، ممبر پارلیمنٹ کے لئے امین ہونے کی شرط ہے، اس کے لئے کبائر سے اجتناب کی شرط ہے، اسے ختم کرنے کے لئے زور لگایا گیا، غرضیکہ اسلامی دفعات کو آئین سے نکالنے کے لئے پورا زور صرف کیا گیا لیکن الحمدللہ دینی قوتوں نے انہیں اس میں کامیاب نہیں ہونے دیا اس کے باوجود ہم پر انتہا پسندی کا الزام لگایا جاتا ہے۔

جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے، ہم نے بارہا کہا ہے کہ بندوق کے زور پر، تشدد سے دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جاسکتا، امریکا نے دس سال پہلے افغانستان پر یہ کہہ کر حملہ کیا کہ ہم دہشت گردی ختم کرنے کے لئے یہ کررہے ہیں لیکن ساری دنیا کے

سامنے ہے کہ دہشت گردی ختم تو کیا ہوتی، پہلے سے دس گنا زیادہ بڑھی ہے، ہمارا موقف آج بھی یہی ہے کہ قوت سے نہیں بلکہ دلیل سے بات کی جائے۔ مذاکرات کا راستہ اپنایا جائے اسی میں امن وسلامتی ہے۔

انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ دینی سرحدات کے محافظ ہیں، جب بھی کبھی دینی سرحد پر حملہ ہوتا ہے تو یہ اس کے دفاع کے لئے امت کو بیدار کرتے اور اس کا دفاع کرنے کے لئے بلاتے ہیں انہوں نے کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد دی اور کانفرنس میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے مجلس کا شکریہ ادا کیا۔

انڈیا کے مشہور مذہبی اسکالر حضرت مولانا محمد سالم قاسمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت، دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے، اس عقیدہ نے پوری امت مسلمہ کو ایک وحدت کی لڑی میں پرودیا ہے۔ اس عقیدہ کے صدقہ آج ہمارا دین محفوظ ہے۔ قرآن کریم ہمارے پاس اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے۔ یہ عقیدہ اس امت کی بقا کا ضامن ہے۔ جب تک یہ عقیدہ ختم نبوت موجود ہے تو یہ امت امت محمدیہ ہے، اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو یہ امت، امت بھی نہیں رہے گی بلکہ امتیں جنم لیں گی اور امتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی۔ ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کسی شہر سے نبی اٹھے گا بلکہ ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اٹھیں گے۔ ہر ایک اپنے آپ کو منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا، پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی، گروپ بنیں گے اور اس طرح اس امت کا امت پنا ختم ہوجائے گا۔ دین وشریعت کی بقا اور اس کا دوام قرآن وسنت سے مربوط ہے جب تک کتاب وسنت باقی ہیں، دین بھی باقی ہے، لیکن امت کی بقا ختم نبوت کے عقیدے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا فضل الرحیم نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا حصہ ہے اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہر چیز اور ہر شخص سے محبوب نہ ہو، حتیٰ کہ اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مرمٹنا عین سعادت ہے۔ مسلمان ہر بات برداشت کرسکتا ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کو بھی محبوب رکھا جائے، اور آپ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی اور میل جول رکھنا۔ ان کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھنا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا اور محبت رسولؐ کے تقاضا کے منافی ہے۔

مولانا محمد ابراہیم خطیب مدنی مسجد بریڈفورڈ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: علی کی نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی لیکن سنو! میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری دور میں آئیں گے لیکن وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔

خالد محمود ایم پی اے نے کہا کہ مسلمانوں کے اتنے بڑے اجتماع میں آکر خوشی ہوئی اور اس کے ساتھ دکھ بھی ہوا کہ اپنے ملک پاکستان میں اگر اتنا بڑا مجمع ہو تو ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کچھ نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس سب کے باوجود پاکستان ہمارا گھر ہے اور اس گھر کی حفاظت ضروری ہے اور پاکستان کی حفاظت اسلامی نظام کے قائم کرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔

کانفرنس سے مولانا نورالاسلام بنگلہ دیش، مولانا حافظ ممتاز، مولانا اشرف علی بریڈفورڈ، حاجی عبدالحمید بلیکبرن، حاجی محمد افضل برسلز، مولانا عبدالرشید ربانی اور دیگر علمائے کرام نے بھی خطاب کیا۔ تلاوت کلام پاک قاری قمر الزماں نے کی، جبکہ شاعر اسلام سید سلمان گیلانی اور حافظ ابوبکر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ اس اجلاس کی صدارت بھی قائم مقام امیر مرکزیہ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نے کی اور آپ کی دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔ مولانا اللہ وسایا نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ☆☆

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

مسئلہ ختم نبوت... مفسرین کرام کی نظر میں!

مفتی عنایت الرحمٰن علوی

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خدا کے آخری نبی ہیں، آپ کی ذات بابرکات سلسلہ نبوت کی آخری لڑی اور آخری کڑی ہے، آپ کی بعثت سے نبوت کا دائرہ پورا ہوگیا اور آپ کی آمد سے قصر نبوت کی تکمیل ہوگئی، آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اللہ کے نزدیک جو نبی تھے وہ سب ختم ہوگئے اب قیامت تک آپ کی نبوت کا دور دورہ رہے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وحکمت سے نبوت کو آپ پر ختم فرمایا اور آپ کو خاتم النبیین بنایا اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں، اس لئے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے، پس یہ آیت آیت قدسی اس بارہ میں نص صریح ونص قطعی اور محکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، یہی مضمون بکثرت احادیث صریحہ، صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر تمام سلف وخلف کا اور تمام امت کا اجماع قطعی ہے، جس میں ذرہ برابر بھی تاویل کی گنجائش نہیں اور آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ بلاشبہ کذاب اور دجال ہے، نیز خاتم النبیین ہونا آپ کی خاص خصوصیت اور فضیلت ہے، اس لئے کہ آپ کا دین اور آپ کی شریعت کامل ہے اور تمام گزشتہ ادیان اور شرائع کے لئے ناسخ ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے خاتم النبیین کے لقب سے ملقب ہوئے کہ فیض رسانی میں نہ گزشتہ زمانہ میں کوئی آپ کا مثل ہوا اور نہ آئندہ زمانہ میں کوئی آپ کا مثل ہوگا، یعنی آپ کمالات نبوت میں بے مثل اور لاثانی ہیں اور آپ نبوت و رسالت میں اس درجہ کمال کو پہنچے کہ اس پر زیادتی اور فوقیت متصور نہیں۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا ظاہر ومسلم ہے جو اس کا انکار کرے وہ بلاشبہ کافر اور ملعون اور مرتد ہے۔

اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ دونوں معنی میں خاتم النبیین ہیں، زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں اور مرتبہ وکمال کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مدعیان نبوت سے جہاد وقتال کرنا اور ان کو اپنی تیغ بے دریغ کا لقمہ بنانا مسلمات میں سے ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع منعقد ہوا وہ مدعیان نبوت کے قتل پر ہوا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے گا، لہٰذا اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ختم نبوت کے منافی نہیں، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے نبی بنائے گئے، صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے اسی سابق جسم کے ساتھ نازل ہوں گے اور وہ نزول بحیثیت نبوت و رسالت کے نہ ہوگا اور وہ اس امت کی طرف نبی بنا کر نہیں بھیجے جائیں گے بلکہ خاتم الانبیاء کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ان کا نزول ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں اور نبی نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتا، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبی اور رسول بھی ہوں گے اور حسب سابق اپنی نبوت و رسالت پر قائم ہوں گے لیکن خاتم الانبیاء کے تابع ہوں گے، آپ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو خاتم الانبیاء سے پہلے نبوت مل چکی ہے ان کا دنیا میں نازل ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں البتہ کسی نئے شخص کا دعوائے نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور یہی دعوائے نبوت اس مدعی کے کذب اور دجال ہونے کی صریح دلیل ہے۔‘‘ (تفسیر معارف القرآن از مولانا کاندھلوی تفسیر ص:۵۱۲تا۵۱۹، ج:۵)

’’خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یہ آیت نص ہے، اس امر پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی ہی نہیں تو رسول کہاں؟ کوئی نبی و رسول آپ کے بعد نہیں آئے گا رسالت تو نبوت سے بھی خاص چیز ہے، متواتر احادیث سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے، بہت سے صحابہ کرامؓ سے یہ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ صحیح مسلم شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے تمام انبیاء پر چھ فضیلتیں

دی گئی ہیں:

(۱) مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں۔ (۲) صرف رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) میرے لئے غنیموں کے مال حلال کئے گئے۔ (۴) میرے لئے ساری زمین مسجد اور وضو بنائی گئی ہے۔ (۵) میں ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (۶) میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت پر اس کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے رحم و کرم سے ایسے بڑے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف بھیجا اور انہیں ختم المرسلین اور خاتم النبیین بنایا اور یکسوئی والا آسان سچا اور سہل دین آپ کے ہاتھوں کمال کو پہنچایا رب العالمین نے اپنی کتاب میں اور رحمۃ للعالمین نے اپنی متواتر احادیث میں یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، پس جو شخص بھی آپ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے گو وہ شعبدے دکھائے اور جادوگری کرے اور بڑے بڑے کمالات اور عقل کو حیران کر دینے والی چیزیں پیش کرے اور طرح طرح کی نیرنگیاں دکھائے لیکن عقلمند جانتے ہیں کہ یہ سب فریب دھوکا اور مکاری ہے یمن کے مدعی نبوت عنسی کو اور یمامہ کے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو دیکھ لو کہ دنیا نے انہیں جیسے یہ تھے سمجھ لیا اور ان کی اصلیت سب پر ظاہر ہوگئی یہی حال ہوگا ہر اس شخص کا جو قیامت تک اس دعویٰ سے مخلوق کے سامنے آئے گا کہ اس کا جھوٹ اور مکاری سب پر کھل جائے گی، یہاں تک کہ سب سے آخری دجال مسیح دجال آئے گا، اس کی علامتوں میں سے بھی ہر عالم اور ہر مومن اس کا کذاب ہونا جان لے گا، پس یہ بھی خدا کی نعمت ہے کہ ایسے جھوٹے دعویداروں کو یہ نصیب ہی نہیں ہوتا کہ وہ نیکی کے احکام دیں اور برائی سے روکیں جبکہ سچے نبیوں کا حال اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے وہ نہایت نیکی والے بہت سچے ہدایت والے، استقامت والے، قول و فعل کے اچھے نیکیوں کا حکم دینے والے برائیوں سے روکنے والے ہوتے ہیں، ساتھ ہی خدا کی طرف سے ان کی تائید ہوتی ہے معجزوں اور خرق عادت چیزوں سے غرضیکہ ان کی سچائی ظاہر اور اس قدر واضح ہوتی ہے اور ان کی نبوت پر اتنی صاف دلیلیں ہوتی ہیں کہ قلب سلیم ان کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے سب سچے نبیوں پر قیامت تک اپنے درود و سلام نازل فرماتا رہے۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم اردو، ص:۱۲ تا ۱۴، ج:۴)

''صفت خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت و رسالت میں آپ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے، کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہا پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے، وہی اصل مقصود ہوتا ہے قرآن کریم نے خود اس کو واضح کر دیا ہے کہ:

''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے۔''

انبیائے سابقین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے مکمل تھے کوئی ناقص نہ تھا، لیکن کمال مطلق اسی دین مصطفوی کو حاصل ہوا جو اولین و آخرین کے لئے حجت اور قیامت تک چلنے والا دین ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کا آخری پیغمبر ہونا، آپؐ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے، احادیث نے واضح اور صاف الفاظ میں بتلا دیا کہ نبوت کی کوئی قسم تشریعی یا غیر تشریعی اور بقول مرزا قادیانی ظلی و بروزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں اور ہدایت خلق کا کام جو پچھلی امتوں میں انبیاء بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا وہ اس امت میں آپ کے خلفاء سے لیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مقاصد نبوت کو پورا کریں گے، مسئلہ ختم نبوت پر دو سو سے زائد احادیث موجود ہیں، اسی لئے صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے سب طبقات کا اجماع اس عقیدہ پر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول نہیں ہو سکتا جو دعویٰ کرے وہ کاذب، منکر قرآن اور کافر ہے۔ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا جس کی رو سے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کے عہد میں جہاد کر کے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو قتل کیا گیا۔''

(تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ ص:۱۹۱ تا ۱۹۸، ج:۷)

''خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے، اب کسی کو نئی نبوت قیامت تک نہیں ملے گی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے، یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں تشریف لائیں گے تو وہ شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے، متواتر احادیث سے حضور علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا، ثابت ہے جو اس عقیدہ میں تردد کرے یا تاویلات رکیکہ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرے وہ شخص گمراہ اور دائرہ اسلام سے صریحاً خارج ہے۔ مرزائی عام طور پر ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کسی شیخ الحدیث کو خاتم المحدثین کہا جائے یا کسی متکلم کو خاتم المتکلمین کہا جائے تو کیا اب کسی اور محدث و متکلم کا پایا جانا ممنوع ہے؟ لہٰذا جیسے یہ ممنوع نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے بعد کسی اور نبی کا پایا جانا بھی ممنوع نہیں، لیکن اس شبہ کا جواب ایک تو یہ ہے کہ انسان کے علم کو اللہ کے علم پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یعنی انسان اگر

کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم المتکلمین وغیرہ کہتا ہے تو فی الحال اس کے علم میں یہی شخص خاتم المحدثین و خاتم المتکلمین ہوتا ہے لیکن انسان کا علم قلیل اور محدود ہے لہٰذا کل کو کسی اور جگہ کوئی اچھا اور ماہر شیخ الحدیث یا متکلم پایا جائے تو ایسا ہونا ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو خاتم النبیین فرمایا اور اس کے بعد نبوت ملنے اور دینے کا سلسلہ جاری رہا تو کذب فی کلام اللہ لازم آئے گا، دوسرا یہ کہ محدث یا متکلم وغیرہ ہونا یہ سب باتیں کسب سے متعلق ہیں ان کے متعلق اگر کسی شخص کے لئے لفظ خاتم استعمال کیا جائے تو وہ مبالغہ پر محمول ہوگا، اس سے ماعدا کی نفی لازم نہیں آئے گی جبکہ نبوت وہبی ہے اسکا کسب و محنت سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا لفظ خاتم النبیین حقیقی معنی پر محمول ہوگا، تیسرا یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم نبوت ہونا متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے اور نص قرآن سے بھی ثابت ہے اب جو لوگ ان متواتر روایات کا انکار کر کے اس چکر میں ہیں کہ ہم حضورؐ کے بعد کسی کو حقیقی نبی تو نہیں مانتے لیکن ظلی یا بروزی نبی مانتے ہیں تو ان کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات سے انکار کر کے ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور پس پردہ آپ کی رسالت ہی سے انکار کر دیا جب ان لوگوں نے ذی ظل کا ہی انکار کر دیا تو ظل کہاں ہوگا، نبی کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے بھی اس کے فیض سے دوسروں کو نبی بناتے ہو یہ فلسفہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث سے زیادہ باریک ہے۔“

(تفسیر محمود از مفتی محمودؒ ص:۱۱۴، ۱۱۵، ج:۳)

”آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے پہلے ادوار میں تو یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام آتے رہے مگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کے ذریعے وہ تمام احکام نازل کر دیے جو قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے کارآمد ہیں، لفظ خاتم اور خاتم دونوں طرح آتا ہے مگر دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی ختم کرنے والا، خاتم مہر کو کہتے ہیں، اس لئے امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ مہر کے ہیں جب کسی چیز یا سلسلہ کو بند کر دیا جاتا ہے تو اس پر مہر لگادی جاتی ہے تاکہ کوئی مزید چیز اس میں داخل نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ بھی ختم کر کے اس پر حضور علیہ السلام کے ذریعے مہر لگادی ہے تاکہ کوئی اور شخص انبیاء کی جماعت میں داخل نہ ہو سکے اور اگر خاتم بطور فاعل لیا جائے تو معنی ختم کرنے والا ہوگا مطلب وہی ہے کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے اور آپ کے ذریعے سلسلہ نبوت ختم ہوگیا، بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے جو نیابت کا فریضہ انجام دیں گے، اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے واضح فرمودات کے باوجود آپؐ کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا خود حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال اور کذاب آئیں گے ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا مگر میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا جو بھی دعویٰ کریگا وہ جھوٹا ہوگا، صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد ہر مدعی نبوت کافر اور واجب القتل ہے، امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں نبوت کے ثبوت میں معجزہ بھی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں، اس شخص کے متعلق شرح فقہ اکبر میں امام صاحبؒ کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ جو شخص اس جھوٹے مدعی نبوت کا معجزہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا، جب حضور علیہ السلام نے واضح کر دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تو پھر کسی جھوٹے نبی کا معجزہ دیکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور کی ختم نبوت میں شک ہے اور اسی وجہ سے امام صاحبؒ نے ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا۔“ (تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن از مولانا عبدالحمید سواتیؒ ص:۲۸۱ تا ۲۸۵، ج:۱۵)

”حق تعالیٰ نے آپ کے واسطے ازل سے ”خاتم النبیین“ کا تاج کرامت رکھا تھا اور تورات و انجیل و کتب انبیاء سابقین میں مصرح فرمایا تھا کہ محمد تو رسول اللہ و خاتم النبیین ہیں، اللہ عزوجل نے نبوت آپ کی ذات مبارک پر ختم فرمائی اور علم الٰہی ازلی

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
یاد رکھئے اولڈ
سنارا جیولرز
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پاک سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ صفت کرامت فرمائی تھی پس حق تعالیٰ نے جس قدر پیغمبر علیہم السلام مبعوث فرمائے وہ ہر ایک اپنے علم و اختیار و قدرت کاملہ کے ساتھ ہے، اسی واسطے سلف و خلف جمیع اہل حق کا اجماع ہے کہ نبوت امر اکتسابی نہیں ہے بلکہ ازلی نعمت و سرفرازی ہے، پس کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنی عبادات یا طاعت کی وجہ سے نبوت کے مرتبہ کو پہنچ سکے اور یہود و نصاریٰ و روافض وغیرہ جنہوں نے جہالت سے ایسا اعتقاد کیا ہے محض باطل و خیال محال ہے۔ امام ابن کثیرؒ کے مطابق بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس رسول خاتم النبیین کر کے بھیجا اور قرآن مجید میں اور نیز متواتر احادیث صحیحہ میں آیا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور بوجہ خبر متواتر کے ہر مومن اس پر یقین رکھتا ہے اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو امت اس ملعون کو قتل کر ڈالے۔“

(تفسیر مواہب الرحمن، ص:۳۳ تا ۳۵، ج:۷)

”تمام امت کا اتفاق و اجماع ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے پچھلے ان کی نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں اور دلیل عقلی اس پر یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے سینکڑوں انبیاء دنیا میں آئے اور گمراہی کی کوئی صورت باقی نہیں رہی طرح بطرح احکام کے تبدیل و تغیر کرنے سے اصلاحیں ہوتی رہیں آخر جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی، وہ آپؐ کے عہد میں پوری کر دی گئی رہیں نئی پیش آنے والی ضرورتیں ان کی تدبیر بھی کتاب و سنت میں رکھ دی گئی ہے، وقتاً فوقتاً مجدد یا مجتہد یا حکیم امت کتاب و سنت سے وہ حاجت برآری کر سکتے ہیں، نئے نبی بھیجنے میں سیاست ملیہ میں بڑا انقلاب واقع ہوتا ہے، جس میں ہزاروں گمراہ ہو جاتے ہیں اس لئے اس مشقت و زحمت کو اپنے بندوں سے دور کر دیا کہ عواقب امور اللہ کی نظر میں ہیں اس کی مصلحت وہ خوب جانتا ہے، بندوں پر خدا نے ایسے نبی کے بھیجنے سے بڑا احسان کیا ہے اور بعثت انبیاء سے مقصود بھی یہی ہے کہ بندے اپنے اللہ کو یاد کیا کریں۔“ (تفسیر حقانی ص:۱۶،۱۵، ج:۴)

”قرآن کریم کی ایک دو نہیں، دس بیس نہیں بلکہ سو سے زائد آیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کے خاتمہ کو ثابت کرتی ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں وہ دجال و کذاب ہیں مسئلہ ختم نبوت پر سینکڑوں احادیث منقول ہیں اب غور کرنے کی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی بڑی کوئی ایسی ہدایت نہیں چھوڑی کہ جو امت کو نہ دی ہو، دین کے راستے میں جتنے خطرات اور ہلاکت کے مواقع تھے ان سے بھی آپ نے آگاہ فرما دیا لیکن ہزاروں نہیں لاکھوں احادیث کے ذخیرہ میں ایک حدیث بھی یہ نہیں فرمائی کہ میرے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا ہاں اگر اطلاع دی تو یہ دی کہ جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب، جھوٹا اور دجال ہوگا۔“

(درس قرآن، مولانا محمد احمد، ص:۲۰۵ تا ۲۰۹، ج:۸)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان چیزوں میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ نے ان کو واضح کر دیا پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر کہا جائے گا اور اگر اس پر اصرار کرے گا تو قتل کیا جائے گا۔“

(تفسیر روح المعانی، از علامہ سید محمود آلوسیؒ، ص:۶۵، ج:۷)

”آپؐ چونکہ خاتم انبیاء و رسل اور مہر نبوت و رسالت ہیں، اس لئے اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی جن کو ملنی تھی مل چکی، اس لئے آپ کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا جو تا قیامت جاری رہے گا، اس لئے بعض محققین کے نزدیک آپؐ کی مثال آفتاب جیسی ہے کہ جس طرح عالم اسباب میں روشنی کے تمام مراتب سورج پر ختم ہو جاتے ہیں اور وہی اصل کرۂ نور ہے تمام چاند ستارے اسی سے مستنیر ہوتے ہیں، اسی طرح نبوت و رسالت کے سارے منازل آپؐ پر ختم ہیں اور انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی آپؐ ہی کی روحانیت کبریٰ سے مستفید ہوتے رہے ہیں، آپؐ رتبی زمانی مکانی ہر لحاظ سے خاتم ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن و حدیث، اجماع قطعی دلائل سے ثابت ہے اس کا منکر کسی بھی لحاظ سے ہو ظلی، بروزی، اصلی نیز وہ بڑا ہو یا چھوٹا بلاشبہ سب کی تکفیر کی جائے گی۔“

(تفسیر کمالین علی جلالین شریف، ص:۱۶۳، ج:۵)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

حرمین شریفین کا سفر

چوتھی قسط

دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

ادھر قریش مکہ کی جانب سے ابوسفیان' جسے بڑوں کی موت نے بڑا بنادیا تھا' اس کی طبیعت میں تذبذب تھا کہ وہ فیصلہ کن لڑائی لڑنے کے قابل نہ تھا۔ جنگ کی بجائے وہ تدبیر جنگ پر زیادہ انحصار رکھتا تھا' اس لئے کمال رازداری سے سامان جنگ فراہم کیا۔ خفیہ انتظام کرکے اچانک حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے جو ابھی تک مکہ مکرمہ میں مقیم تھے تیز رو قاصد کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حالات سے باخبر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب مقامات پر پہرے دار بٹھائے اور دور دور تک مخبر دوڑائے' تاکہ تازہ بہ تازہ حالات کی خبر ملتی رہے۔

ابوسفیان بڑے لاؤ لشکر سے پھریرے اڑاتا ہوا مدینہ پہنچا' احد کے مقام پر پڑاؤ ڈالا' اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ طلب فرمایا تو مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین نے شہر میں پناہ گزین ہوکر مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا' مگر نوجوانوں کی رائے اس کے برعکس کھلے میدان میں مقابلہ کرنے کی تھی' نوجوانوں کے اصرار کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادل ناخواستہ قبول فرمایا۔ اس لئے سب معذرت خواہ ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبرؑ کو زیب نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار دے' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ پڑھا کر تقریباً ایک ہزار مجاہدین کا لشکر ساتھ لئے مدینہ منورہ سے جبل احد کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن ابی مشہور منافق اپنی رائے کے نہ مانے جانے کا عذر لنگ کرتے ہوئے تین سو جوانوں کو اپنے ساتھ لے کر واپس چلا گیا' اب سات سو مسلمان رہ گئے شہر سے باہر نکل کر اسلامی فوج کا جائزہ لیا گیا' بچے اور کمزور افراد کو واپس کردیا گیا' کیونکہ قومی خطرے کے وقت عالی ہمتی کے ساتھ بازو میں بل چاہئے' ایسا نہ ہو کہ انسان دشمن پر حملہ نہ کرسکے اور مخالف کی چوٹ کی تاب نہ لاسکے' ایک نوجوان صحابیؓ رافع بن خدیجؓ سے کہا گیا کہ تم ابھی بچے ہو عمر کے کچے ہو واپس ہوجاؤ' تو جذبہ جہاد سے سرشار یہ نوجوان ایڑیاں اٹھا کر کھڑا ہوگیا کہ میں کس سے کم ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ادا پسند آئی' اور اجازت مل گئی۔ رافعؓ نے مجاہدین میں شامل رہنے کی سعادت پائی۔ سمرہؓ نامی ایک اور نوجوان آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے: یارسول اللہ! میں کشتی میں رافعؓ کو پچھاڑ لیتا ہوں' اگر اسے اجازت ہے تو میں کیوں محروم رہوں؟ غرض دونوں کی کشتی ہوئی' سمرہؓ نے رافعؓ سے کشتی جیت کر اجازت پائی۔

جنگ کے تلخ تجربوں کی بنا پر قریش نے کمال احتیاط سے صف آرائی کی اور دوسری طرف لشکر اسلام صف آرا ہوا' لشکر قریش کے میمنہ پر خالد اور میسرہ پر عکرمہ کو سردار مقرر کیا گیا۔ تیراندازوں کے دستے اور سواروں کے پہرے موقع بموقع جمائے گئے۔ دوسری طرف اسلامی لشکر کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کو نصیب ہوا' زبیر ابن العوامؓ افسر رسالہ مقرر ہوئے اور حضرت حمزہؓ زرہ پوشوں کے کمانڈر بنائے گئے۔ عبداللہ بن جبیرؓ پچاس تیراندازوں کے ساتھ لشکر اسلام کی پشت پر ایک پہاڑی کے درے پر متعین کئے گئے تاکہ عقب سے اگر دشمن حملہ آور ہونے کا ارادہ کرے تو یہ پچاس تیرانداز سینہ سپر ہوکر مقابلہ کرسکیں' اور انہیں یہ حکم دیا گیا کہ فتح کی صورت میں بھی یہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں بلکہ جمے رہیں' غرض فریقین کے جوان ڈٹ کر مقابلہ کے لئے طبل جنگ کے منتظر ہیں' قریش کی خواتین نے دف بجا کر جنگی آگ کو بھڑکانے والے اشعار پڑھنے شروع کئے۔ نسوانی آواز نے قریش کے جوانوں کی مردانگی کو ابھارا اور ان کا علمبردار طلحہ مست ہوکر جھومتا ہوا نکلا اور لشکر اسلام سے مخاطب ہوا: تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مجھ کو دوزخ پہنچائے؟ یا میرے ہاتھوں خود جنت میں جانے کے لئے تیار ہو؟ اس کی اس خواہش کی تکمیل کے لئے شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ نے آگے بڑھ کر تلوار کے ایک ہی وار سے اسے فی النار کردیا' اس کا بیٹا عثمان علم تھامے ہوئے نکلا اور قریش کی عورتیں پرجوش انداز میں جذباتی اشعار پڑھتے ہوئے اس کے ہمراہ ہوئیں' وہ رجز پڑھتا ہوا جب میدان میں نکلا تو حضرت حمزہؓ کی تلوار شانہ سے کمر تک اس کے جسم میں اتر گئی۔ اس قسم کے چند ایک انفرادی مقابلوں کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی اور جبل احد تلواروں کے ٹکراؤ سے گونج اٹھا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے دشمنوں کی

صفوں میں گھس کر بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اس کا مستحق کون ہے؟ کئی ہاتھ بلند ہوئے مگر یہ سعادت دنیائے عرب کے مشہور پہلوان اور جرأت و بہادری کے پیکر ابو دجانہؓ کے حصہ میں آئی اور ابو دجانہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لے کر دشمنوں کو مارتے گراتے چلے جارہے تھے۔

سید الشہداء حضرت حمزہؓ احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر خطروں میں تن تنہا تلواروں کے وار کرتے ہوئے جارہے تھے اور ان کے دونوں پہلو خالی تھے' دست بدست لڑائی میں پہلو خالی چھوڑنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے' لیکن دنیائے عرب کا یہ البیلا بہادر احتیاطوں کو بزدلی تصور کرتا تھا' اس لئے خالی پہلو بڑھتا چلا جارہا تھا' اس کی فطرت میں خطرے کا احساس کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا' جس نے ابوجہل کو صحن حرم میں جاللکارا اور جو ارقمؓ کے مکان پر حضرت عمرؓ کے جذبے کو خاطر میں نہ لایا' وہی اقلیم تہور کا شہنشاہ دشمنوں کی صفوں میں گھس کر سامنے آنے والوں کو مارتے گراتے آگے بڑھتا چلا جارہا تھا' اتنے میں جبیر ابن مطعم کے وحشی نامی حبشی غلام نے دور سے تاک کر جب حضرت حمزہؓ کے پہلو کو خالی پایا تو قریب آکر (حربہ) جو حبشیوں کا مشہور ہتھیار ہے اس زور سے پھینک مارا کہ ناف کے آر پار ہوگیا۔ حضرت حمزہؓ جوابی حملے کے لئے آگے بڑھے' مگر خونی حربہ کام کرچکا تھا' لڑکھڑا کر گرے اور جام شہادت نوش فرمایا اس طرح دنیا سے وہ عظیم سپاہی اٹھ گیا جو اگر زندہ رہ کر سرداری کا موقع پاتا تو دنیا کے سردار اس کا لوہا ماننے پر مجبور ہوتے' لیکن ایک مسلمان کے لئے سرداری کی امید پر جینے سے دین حق کی خاطر، راہ خدا میں لڑتے ہوئے جان دینا بدرجہا بہتر ہے' کیونکہ شہید کا مرتبہ غازی سے بہت بلند ہے:

رتبہ شہید ناز کا گر جان جایئے
قربان جانے والے کے قربان جایئے

حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد لڑائی کے دونوں پلڑے برابر تھے۔ مسلمان جذبہ ایمان کے ساتھ جوش و خروش سے لڑ رہے تھے ایک موقع پر ابو دجانہؓ اور حضرت علیؓ نے دشمن کی تلواروں کے منہ موڑ دیئے اور دشمن کو پسپائی پر مجبور کردیا اور لشکر کفار میں عام سراسیمگی پھیل گئی' کہا جاتا ہے کہ عورت جنگ کے میدان میں بہترین سپاہی نہیں بن سکتی' لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ جنگ کی آگ بھڑکانے اور سپاہیوں کا دل بڑھانے کا کارگر حربہ ہے' وہ خود سراپا نزاکت سہی' مگر نازک وقتوں میں اقوام کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادیتی ہے۔ مرد پر عورت کے اثر کو کم سمجھنے والا کم عقل ہے۔ وہ سینوں میں خواہشوں کا طوفان اٹھا سکتی ہے' وہ چشم زدن میں کاروان ضبط لوٹ لیتی ہے' بزدل اس کی للکار سے شیر دل اور شیر دل بے جگری سے حملہ آور ہوتے ہیں' چنانچہ کفار کی اس ممکنہ شکست پر بیسیوں نازنیناں قریش سولہ سنگار کرکے پیچھے کھڑی حنا بستہ ہاتھوں سے دف بجا بجا کر جن ادائے دلربانہ سے اشعار پڑھ پڑھ کر جنگی جوش و خروش کی آگ کو بھڑکا رہی تھیں' خدا کی پناہ:

نحن بنت الطارق
نمشی علی النھارق
ان تقبلوا نعانق
او تبروا بفارق.“

ترجمہ: ”ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں' ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں' اگر تم لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گی اور پیچھے قدم ہٹایا تو الگ ہوجائیں گی۔“

ان اشعار میں ترغیب و تحریص کی کتنی ترغیبیں پوشیدہ ہیں۔ اس صورت حال میں قریش کا کونسا نوجوان ہوگا جو بارگاہ ناز سے سرفروشی کا اشارہ پاکر آمادہ پیکار نہ ہوتا۔ چنانچہ کفار کا لشکر ہمت ہارتے ہارتے پھر سنبھل گیا۔ دوسری طرف کفار کی اس ممکنہ شکست کو یقینی شکست تصور کرتے ہوئے پچاس تیر انداز مسلمان جو عقبی پہاڑی کے ایک درہ پر متعین کئے گئے تھے اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ عبداللہ بن جبیرؓ نے ہزار کوشش کی لیکن کسی ایک نے نہ سنی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ (جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے عقبی پہاڑی کے اس درہ کو خالی دیکھ کر مسلمانوں پر یہاں سے حملہ کردیا اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے مسلمان پریشان ہوگئے' اپنے بیگانے کا ہوش نہ رہا' اسی اثنا میں حضرت مصعب بن عمیرؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکل و شباہت میں کچھ ملتے جلتے تھے شہید ہوگئے تو شور ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں' کسی نے کہا اب لڑ کر کیا کریں گے تو کسی نے کہا کہ اب زندہ رہ کر کیا کریں گے' جب فوج میں فتح پانے کی خواہش اور توقع باقی نہ رہے تو شکست یقینی ہوجاتی ہے' مسلمان بدکے ہوئے اونٹ کی طرح ادھر ادھر پھر رہے تھے جو سامنے آتا زخم لگاتا' زخم کھاتا لیکن نظام اور انتظام ٹوٹ پھوٹ چکا تھا' نہ کوئی افسر تھا نہ کوئی سپاہی تھا' ہر طرف بے چینی اور انتشار تھا۔ درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی تھے مسلمانوں پر بظاہر شکست کی کیفیت طاری تھی۔ آپؐ کے چہرے پر مغفر تھا' کعب بن مالکؓ نے آپ کو پہچانتے ہوئے لوگوں کو پکارا: مسلمانو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں' یہ جانبخش صدا سن کر صحابہ کرامؓ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے پھاڑتے ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے ادھر دشمنوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

ہجوم کیا' اب کفار کی ساری کوشش یہ تھی کہ شمع رسالت کو ہمیشہ کے لئے گل کر کے پھر کفر کی تاریکی میں عصیاں کی پہلی سی دھاچوکڑی مچائی جائے۔

معرکہ سخت اور وقت نازک تھا' جھٹ شمع رسالتؐ کے گرد پروانوں نے حلقہ بنالیا' تلواریں بجلی کی طرح چمکیں' بہادر بادل کی طرح گرجے اور تیر بارش کی طرح برسے' اسلام کے حلقہ بگوشوں کا حلقہ ہزار حملوں سے نہ ٹوٹا' جبکہ تلواریں تلواروں سے ٹکرا کر ٹوٹ رہی تھیں' ترکش تیروں سے خالی ہو رہے تھے' مگر ہمتیں بندھی رہیں۔ اہل ایمان مصائب کے ہجوم میں گھر کر زیادہ بے پرواہ ہوگئے' گھمسان کا دن تھا' قریش کی بے چین روحیں مٹنے یا مٹانے پر تلی ہوئی تھیں' کئی ناکام یورشوں کے بعد ایک حملہ اس بے جگری سے کیا کہ مسلمانوں کی صفوں میں ہلچل مچ گئی' جاں نثاروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے جسموں کو ڈھال بنادیا۔ ابو دجانہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے۔ حضرت طلحہؓ نے تلواروں کے واروں کو ہاتھ پر روکا' جس کے نتیجہ میں ان کا ایک بازو جسم سے الگ ہوگیا' تیروں کی جنگ نیزوں پر' نیزوں کی جنگ تلواروں پر آگئی' حملہ آور مدافعت کا مرکز' رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رہ گئی' کفر کے تند بگولے شمع رسالت کو بجھانے کے لئے اٹھ رہے تھے' موقع بہت ہی نازک تھا' اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بددعائیہ الفاظ کی بجائے قوم کی رشد و ہدایت کے لئے دعائیہ جملے نکل رہے تھے:

"اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون."

ترجمہ: "یا اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے۔"

معرکہ جاری تھا' زندگیوں کے پیمانے لبریز ہو رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی تھے' خون کے بہنے سے نڈھال ہوکر آپؐ نے فرمایا: وہ قوم جو اپنے پیغمبر کو زخمی کرتی ہے کیسے فلاح پاسکتی ہے؟ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کے لئے کفار کے نرغہ سے بچنے کا موقع بہم پہنچایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ہمراہ احد کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ابوسفیان نے بہت کوشش کی' چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گھیر لے' صحابہ کرامؓ نے پتھراؤ کر کے اس کا رخ موڑ دیا' سامنے کے پہاڑ پر چڑھ کر طعنے کے طرز پر پکارا' یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟' آپؐ نے حکم دیا کوئی جواب نہ دیا جائے' پھر اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام لے کر پکارا وہ ہیں؟ سکوت طاری رہا۔ ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کہ سب مارے گئے ہیں' اس اثنا میں حضرت عمرؓ بول اٹھے کہ "اے اللہ کے دشمن! ہم سب زندہ ہیں۔" وہ اسی کو فتح سمجھتا ہوا چلا گیا' جب دونوں فوجیں جدا ہوئیں اور دشمن ظاہری فتح پر شادیانے بجاتا ہوا دور جاچکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کے کفن و دفن کا حکم دیا' ایک گونہ شکست کی صورت اس پر بے سروسامانی کا یہ عالم کہ پانی کی قلت اور آنسوؤں کی روانی میں' شہدائے اسلام کی لاشیں سپرد خاک کی گئیں' کیسا رقت آمیز منظر اور کیسی روح فرسا رات تھی' اس موقع پر سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہؓ بھائی کی شہادت کی خبر سن کر آئیں' دشمنان دین کے ہاتھوں بھائی کی مثلہ کی ہوئی لاش دیکھ کر دعا پڑھتی ہیں اور صبر و تحمل کا دامن تھامے ہوئے واپس ہوجاتی ہیں۔ قبیلہ بنو دینار کی ایک صاحب ایمان خاتون' باپ' بھائی اور سرتاج کی شہادت کی خبر کو صبر سے سنتی ہے' مگر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ سے بے تاب ہوکر گھر سے نکلتی ہے' جب حبیب خدا کو سلامت پاتی ہے تو کہتی ہے کہ: "آپ کی سلامتی کے ساتھ اب ہر مصیبت برداشت ہوسکتی ہے۔"

شکست خوردہ جرنیل اور ناکام لیڈر بے آبرو ہوکر لوگوں کی نظروں سے گر جاتے ہیں' اپنے فن میں فتح اور کام میں کامرانی انسان کو عزیز جہاں بنادیتی ہے' لیکن عجب اعجاز ہے کہ مدینہ طیبہ کا سردار بظاہر شکست کھا کر بھی فاتح سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے' اگرچہ احد کی ناکامی سے ہمسایہ قبائل کے دلوں میں اسلام کا رعب کچھ کم ہوگیا' مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور مومنین کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے رہے' یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ خوف اور لالچ سے پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ نہ تھے بلکہ ان کی تعلیم اور سیرت کے گرویدہ تھے' مصیبت میں صابر و شاکر مصلح سے زیادہ محبوب کون ہوسکتا ہے' وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی ادا پر قربان تھے' بے شک تاریکی میں سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور مصیبت میں گہرا ساتھی بھی منہ موڑ لیتا ہے' لیکن وہ لوگ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہوتے ہیں' جو خوف اور لالچ سے جمعیت فراہم نہیں کرتے اور سب سے اہم بات یہ بھی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کل کے نام نہاد پیروں کی طرح مسلمانوں کو تعویذ دے کر نہیں کہا تھا کہ جاؤ کامیابی تمہاری لونڈی ہوجائے گی' بلکہ انہوں نے تو مسلمانوں میں "لیس للانسان الا ماسعیٰ" کا جادو پھونکا تھا اور صاف صاف بتادیا تھا کہ کامیابی کا دارومدار اپنی سعی اور عمل پر ہے:

اگر پہلو میں ہے دل اور تڑپ اسلام کی دل میں
برس سکتا ہے ابر رحمت پروردگار اب بھی

(جاری ہے)

لفظ ''قادیانیت'' سے چڑنے کا فلسفہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

راقم الحروف نے اپنے رسالہ میں ''قادیانی'' اور ''قادیانیت'' کا لفظ استعمال کیا، مجھے خیال تک نہ تھا کہ اس سے کسی کو چڑ ہوگی، مجھے افسوس ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب اس سے چڑ گئے، وہ لکھتے ہیں:

''غالباً قادیانیت سے مولانا کی مراد، احمدیت ہے، اور مولانا، احمدیت کو قادیانیت لکھتے وقت اس ارشاد خداوندی سے یا تو ناواقف تھے کہ ''ولا تنابزوا بالالقاب۔''

ترجمہ:''ایک دوسرے کو (چڑانے کی خاطر) غلط ناموں سے نہ پکارا کرو۔'' یا پھر عمداً اس ارشاد کی تعمیل ضروری نہیں سمجھتے (بہرحال یہ ان کا ذاتی فیصلہ ہے)۔''

(ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ ص:۲)

الف: میرا مقصد چڑانا تھا یا نہیں، یہ بحث تو الگ رہی، اور یہ بحث بھی فی الحال رہنے دیجئے کہ میں ارشاد خداوندی سے ناواقف تھا یا عمداً اس کی تعمیل نہیں کی۔ سب سے پہلے صاحبزادہ کو یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ وہ قادیانی کے لفظ سے کیوں چڑ جاتے ہیں؟ مرزا آنجہانی کے ماننے والوں کو عموماً ''مرزائی'' یا ''قادیانی'' کہا جاتا ہے، اور کبھی غلام احمد کی نسبت سے ''غلمدی'' بھی کہتے ہیں، مرزائی، مرزا کی طرف نسبت ہے، جو نہ صرف ان کے پیشوا کا خاندانی لقب ہے، بلکہ الہامی بھی ہے (دیکھئے تذکرہ ص:۱۳۳، طبع دوم) اسی طرح قادیانی بقول ان کے الہامی بھی ہے اور ان کی مسیحیت کی دلیل بھی۔ (دیکھئے ازالہ اوہام ص:۱۸۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۰) دنیا کی تمام قومیں اپنے بانیان مذاہب اور اپنے علمی و روحانی پیشواؤں کی طرف انتساب پر فخر کرتی ہیں، مگر دنیا کی تاریخ میں بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسا مذہبی پیشوا ہے، جس کے پیروہی نہیں بلکہ اس کی آل اولاد بھی اس کی طرف انتساب کو موجب ننگ و عار سمجھتی ہے، اور اس سے چڑتی ہے، فیا للعجب!

ب: اہل فہم واقف ہیں کہ الفاظ میں حسن و خوبی یا قباحت و شناعت ان کے مفہوم و معنی کی رہین منت ہے، معنی اچھے ہوں تو لفظ حسین ہے، اور معنی برے ہوں تو لفظ قبیح ہے، اور نسبت کی اچھائی برائی منسوب الیہ کی اچھائی برائی پر موقوف ہے، جس کی طرف نسبت کی جائے اگر وہ اچھا ہو تو نسبت قابل فخر ہے، اور اگر برا ہو تو نسبت موجب ننگ و عار سمجھی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاؑ و اولیاؒ کی طرف نسبت پر ہر شخص فخر کرتا ہے۔ اور رسوائے زمانہ شخصیتوں کی طرف نسبت کو گالی تصور کیا جاتا ہے۔ مرزا طاہر احمد صاحب اگر مرزائی، قادیانی، اور غلمدی کے الفاظ سے چڑتے ہیں تو دراصل لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت بہت ہی بدنام اور رسوائے زمانہ تھی، کسی فرد یا جماعت کو اس کی طرف منسوب کرنا مکروہ گالی ہے۔

ج: مرزا آنجہانی نے ایک الہام میں کہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری رسوا کن باتوں کا ذکر باقی نہیں رکھوں گا۔ ''ولا نبقی من المخزیات ذکراً۔'' مرزا آنجہانی کا یہ الہامی وعدہ تو کیا پورا ہوتا، خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھو خود مرزا آنجہانی کی ذات، ذلت و رسوائی کا نشان بن کر رہ گئی، اس سے بڑھ کر رسوائی و بدنامی کیا ہوگی کہ جس طرح فرعون، ابوجہل، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی طرف منسوب ہونے کو کوئی شخص برداشت نہیں کرتا، اسی طرح قادیانی متنبی کی نسبت بھی کسی کو گوارا نہیں، اسی بنا پر مرزائی ذریت قادیانی کے لفظ سے چڑتی ہے۔

د: مرزا طاہر احمد صاحب تو ''مرزائی اور قادیانی'' کے لفظ سے چڑتے ہیں مگر ان کے اسلاف بطور فخر ان الفاظ کو خود استعمال کرتے تھے، اس سلسلہ میں چند حوالے پیش کرتا ہوں:

۱:......اخبار الحکم قادیان جلد:۱۰ نمبر:۱۹ ص:۹ مؤرخہ ۳۱ رمئی ۱۹۰۶ء میں حکیم نوردین کا ایک خط ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے نام شائع ہوا جس میں حکیم صاحب نے بار بار مرزا اور مرزائیوں کا لفظ استعمال کیا۔

۲:......۵ رجولائی ۱۹۰۷ء کو حکیم صاحب نے کسی سائل کے جواب میں ایک خط لکھا، جسے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے نے کلمۃ الفصل، (مندرجہ رسالہ ریویو بابت مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء) میں نقل کیا ہے، اس کے آخر میں حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے............'' (ص:۱۵۲)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا کو ماننے والے مرزائی ہیں اور یہ کہ ان کی دو قسمیں ہیں عقلمند اور بے عقل، غالباً موخر الذکر قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو مرزائی کہلانے سے چڑتے ہیں۔

۳:.....مرزا آنجہانی کی زندگی میں قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر میر قاسم علی نے مرزا کے حواریوں کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا، مسٹر محمد علی لاہوری کی مدح وثنا میں یہ شعر تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں، یہی وہ ہیں، یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر ۱۷رجنوری ۱۹۰۷ء بحوالہ ترک مرزائیت، ص:۲)

اس حوالے سے دو نکتے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس طرح میر قاسم علی کا عیسویت کہنا محل اعتراض نہیں، اسی طرح مرزائیوں کے دین و مذہب کو ''مرزائیت''، ''قادیانیت'' یا ''غلامدیت'' کہنا بھی کوئی بری بات نہیں، مرزا طاہر احمد صاحب اس سے خواہ مخواہ چڑتے ہیں۔ دوم یہ کہ مرزا کے ماننے والے مرزائی ہیں، ان میں سے کچھ تو مسٹر محمد علی ایم اے کی طرح پکے مرزائی تھے اور کچھ مرزا طاہر احمد صاحب کی طرح کچے مرزائی ہیں، مرزائی کے لفظ سے چڑنا ہی ان کے کچے پن کی دلیل ہے۔

۴:.....اخبار بدر جلد:۲ نمبر:۳۸، ص:۴،۵ مؤرخہ ۲۰ر ستمبر ۱۹۰۶ء میں خلیفہ رشید الدین صاحب (مرزا طاہر احمد صاحب کے جد فاسد) کا ایک نصیحت نامہ بنام مرتد ڈاکٹر شائع ہوا اس میں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:

''اس زمانے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس مرزا صاحب سلمہ میں بروز کیا ہے تو اس وقت مرزائی توحید ہی محمدی توحید ہے، اور اسی سے نجات ہے۔'' (ص:۵، کالم:۲)

۵:.....مرزائیوں کی احمدی جنتری بابت ۱۹۴۱ء جو قادیان سے شائع ہوئی، اس کے دوسرے صفحہ پر مفتی محمد صادق قادیانی کا ایک مضمون شائع ہوا، جس کا عنوان تھا: ''ہم قادیانی بنیں یا لاہوری؟'' اس میں موصوف نے زور دار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مرزا آنجہانی کو ماننے والے قادیانی ہیں، اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''جب ہمارے مرشد، وحی الٰہی کے مطابق قادیانی تھے تو ہم بھی قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔''

ان تمام حوالوں سے واضح ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اسلاف مرزائی اور قادیانی کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے اب اگر وہ ان ناموں سے چڑتے ہیں تو گویا اپنے سلف کی روایات سے انحراف کرتے ہیں۔

ھ: اب میں اس آیت کو لیتا ہوں جس کا حوالہ صاحبزادہ صاحب نے دیا ہے، یہ تو ہر طالب علم جانتا ہے کہ اس آیت کا خطاب مسلمانوں سے ہے، اور انہی کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کریں، ادھر قادیانی مسلمان ہی نہیں، بلکہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے پیرو ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے آیت کا حکم ان غیر مسلموں کو شامل ہی نہیں، فرض کیا کہ قادیانی بہت ہی برا نام ہے، جیسا کہ صاحبزادہ صاحب کے کلام سے مترشح ہے، اور قادیانی اس نام سے واقعی چڑتے ہیں، تب بھی اس میں راقم الحروف کا کیا قصور ہے؟ قصور اگر ہے تو مرزا آنجہانی کا ہے، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، تیس دجالوں میں نام لکھوایا، اور کفر وارتداد کی طرح نو ڈالی، یا پھر اس کے ماننے والوں کا قصور ہے، جو اسلام کے دائرے سے نکل کر ایک رسوائے زمانہ مدعی نبوت کے کیمپ میں شامل ہوئے، راقم الحروف کا قصور بس اتنا ہے کہ اس نے قادیانی کے ماننے والوں کو ان کے پیشوا کی طرف منسوب کردیا، اور یہ نسبت عقلاً و شرعاً و عرفاً لازم ہے، قیامت کے دن بھی سب لوگوں کو ان کے پیشوا کی نسبت سے پکارا جائے گا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ''یوم ندعوا کل اناس بامامھم۔'' (جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ)۔ مرزا طاہر احمد صاحب شاید خدا کو بھی یہی کہیں گے کہ آپ ہمیں جلانے کے لئے قادیانی کی نسبت سے پکار رہے ہیں (بہر حال یہ ان کا ذاتی فیصلہ ہے)۔

و: صاحبزادہ صاحب کو شاید علم ہوگا کہ عمرو بن ہشام کا لقب جاہلیت میں ابوالحکم تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا لقب ابوجہل رکھا، اور یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ بہت سے لوگوں کو اس کا اصل نام بھی یاد نہ رہا، آپؐ کے ایک چچا کا نام عبدالعزیٰ تھا، قرآن کریم نے اس کا لقب ابولہب رکھا، ظاہر ہے کہ یہ لوگ ان القاب سے خوش نہیں ہوتے ہوں گے بلکہ مرزا طاہر احمد صاحب کی طرح ضرور چڑتے ہوں گے، افسوس ہے مرزا طاہر احمد صاحب اس وقت نہیں تھے، ورنہ خدا و رسول کو ''ولا تنابزوا بالالقاب'' (اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو) کی آیت معہ ترجمہ یاد دلاتے۔

ز: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے خلاف واقعہ لقب ابوالحکم کو ابوجہل سے تبدیل کردیا۔ اسی طرح امت اسلامیہ نے سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے مرزائیوں کے تجویز کردہ خلاف واقعہ نام ''احمدی'' کو ''مرزائی'' اور ''قادیانی'' سے بدل دیا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام ہے، اور ایک مرتد ٹولے کا اپنے آپ کو اس مقدس نام کی طرف منسوب کرنا اس نام کی بے حرمتی ہے جو کسی طرح قابل برداشت نہیں، نیز مرزائیوں کا احمدی کہلانا دراصل اس عقیدے پر مبنی ہے کہ مرزا احمد ہے، اور یہ کہ قرآن کریم میں جس ''احمد'' کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہے اس سے مراد بھی غلام احمد قادیانی ہے، اب کوئی ناواقف ہی ہوگا جو مرزائیوں کو احمدی کہہ کر ان کے اس عقیدے کی تصدیق کرے، پس جس طرح ابوجہل کو ابوالحکم کہنا جائز نہیں، اسی طرح مرزا آنجہانی کے ماننے والوں کو احمدی کہنا بھی قطعاً صحیح نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ حقیقت واقعیہ سے بے خبر ہیں۔ ☆

’’یہ پاگل پن کب ختم ہوگا؟‘‘

روبینہ فرید

جنگ ۵/ جولائی ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں ادارتی صفحہ پر موجود محترمہ شیری رحمٰن صاحب کے مضمون ’’یہ پاگل پن کب ختم ہوگا‘‘ کے جواب میں چند معروضات پیش کرنا چاہتی ہوں۔

شیری رحمٰن صاحب کی علمیت اور قابلیت اور ان کی سیاسی جدوجہد کے اعتراف کے باوجود یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ ایک ایسے وقت میں جب ہماری قوم کو ہمیشہ سے کہیں زیادہ اتحاد و تنظیم کی ضرورت ہے، انہوں نے ایک ایسی بحث چھیڑنے کی کوشش کی ہے جو مزید تفرقہ و انتشار کا باعث بن سکتی ہے۔ دنیا میں دو ہی ریاستوں کو نظریاتی ریاست گردانا جاتا ہے۔ ایک پاکستان اور دوسری اسرائیل۔ اور ایک نظریاتی ریاست میں جان، مال، عزت اور معاشی تحفظ کے حقوق تمام شہریوں کو حاصل ہوتے ہیں لیکن پالیسی ساز عہدے اور ذمہ داریاں محض اس نظریہ کے حامل افراد کے سپرد کی جاسکتی ہے جس نظریہ پر وہ ریاست وجود میں آتی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر یا وزیر اعظم کسی غیر مسلم کو بنادیا جائے؟ کیا اسرائیل میں کسی مسلمان کو صدر یا دیگر کوئی ذمہ داری دی جانے کی بات سوچی جاسکتی ہے؟ نظریاتی اصول سے ہٹ کر دوسرا اصول جمہوریت ہے، جس کے لئے پیپلز پارٹی کا دعویٰ ہے کہ اس نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ جمہوری اصول کے مطابق اقلیت اکثریت پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتی پھر کس طرح دو فیصد غیر مسلموں کو پاکستان کے ۹۸ فیصد مسلمانوں پر حکمرانی کا حق دیا جاسکتا ہے؟ اگر آئین مسلمانوں کے اس حق کا تحفظ کرتا ہے تو یہ ناگزیر ہے اور یہ شق تو ۱۹۷۳ء کے آئین میں خود پیپلز پارٹی کے دور میں ہی شامل کی گئی تھی، پھر اب پیپلز پارٹی ہی کی صفوں کی جانب سے اس کی مخالفت قوم میں مزید ردعمل اور شدت پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

مضمون میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے کہ ایسی صورت حال میں آزادی کے ساتھ عبادت کرنا کیسے ممکن ہے، جہاں عوام کے ایک حلقے کو اپنی الگ شناخت پر مجبور کیا جائے؟ ساتھ ہی انہوں نے آئین کو بہتر بنانے کے لئے چند شقوں کی علامتی پیروی پر زور دیا ہے۔ خصوصاً شق ۲۰ پر ’’جو ہر شہری کے اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس کا دعویٰ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔‘‘ ایک نظریاتی مملکت، کسی دوسرے نظریہ کو اپنی حدود میں بے روک ٹوک تبلیغ کی اجازت نہیں دے سکتی، کیونکہ اس سے خود وہ اپنے نظریہ میں کمزور پڑتی ہے۔ اگر برصغیر کے مسلمان پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر ایک ایسی زمین کے خواہشمند تھے جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق ریاستی قوانین چلائے جائیں تو اس زمین پر غیر اسلامی نظریات کی تبلیغ کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے؟ ہاں غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کی مکمل اجازت ہوگی لیکن پاکستان کے اندر ریاستی قوانین اس کی مسلم اکثریت کی امنگوں اور عقائد کے مطابق ہی ترتیب دیے جائیں گے۔

احمدیوں کی شناخت کو ان کی عبادت میں دخل اندازی کا مترادف ٹھہرانا بھی کوئی مناسب دلیل نہیں ہے۔ پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں آپ کو اپنی مذہبی شناخت بھی مختلف دستاویزات میں بتانی پڑتی ہے اور یہ آپ کی پہچان کا باعث ہوتی ہے نہ کہ آپ کی حق تلفی کا ذریعہ بنتی ہے۔ پاسپورٹ میں احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کی تصدیق کرنا تو اس لئے ضروری قرار پاتا ہے کہ خود احمدی اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرکے مسلمانوں والے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں جبکہ تمام امت انہیں غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ اگر احمدی بھی بقیہ تمام غیر مسلم کمیونٹی کی طرح اپنے آپ کو ایک اقلیتی گروہ سمجھ کر پاکستانی آئین کے مطابق زندگی گزار رہے ہوتے تو عوام الناس کے طرز عمل میں ان کے خلاف شدت نہ ہوتی لیکن ان کا سازشی رویہ اور اپنی شناخت کو چھپا کر مسلمانوں میں اندر سے نقب لگانا اور مسلمانوں والے تمام حقوق حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہنا انہیں دیگر غیر مسلموں کو ملنے والے خیر خواہانہ سلوک سے الگ قرار دیتا ہے۔ یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے کہ جن احمدیوں کی بحیثیت اقلیت حقوق کے تحفظ کی محترمہ شیری رحمٰن صاحبہ وکالت کررہی ہیں وہ خود کو مسلمان اور بقیہ تمام مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔

میں محترمہ شیری رحمٰن صاحبہ کی اس ذاتی رائے سے بھی اختلاف کروں گی کہ: ’’ریاستی تشخص اور

مذہب کے مابین گہرا تعلق ہمیشہ سے ہی ایک خطرناک معاملہ رہا ہے۔“ یہ ان کی ذاتی رائے تو ہوسکتی ہے لیکن مسلمہ حقیقت ہرگز نہیں۔ خصوصاً اسلامی ریاست کے معاملہ میں تو اس رائے کو یکسر باطل قرار دینا ہوگا، کیونکہ اسلامی ریاست اپنے ہر شہری کو جتنا تحفظ اور احترام دیتی ہے وہ کسی اور ریاست میں نہیں ملتا۔ پاکستان میں اگر کہیں حق تلفی کے واقعات ہوئے ہیں تو وہ اسلامی قوانین سے دوری کے سبب ہوتے ہیں، اس پر عمل کے باعث نہیں۔ حقیقت اس کے باوجود پاکستان اور بھارت کا موازنہ کیا جائے، جہاں ایک ریاست مذہبی شناخت رکھتی ہے اور دوسری سیکولر ہونے کی دعویدار ہے تو پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف ہونے والے واقعات کو گن کر بتایا جاسکتا ہے، لیکن بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ عدم مساوات، تشدد اور حق تلفیوں کے واقعات کو تو گننا بھی ممکن نہیں۔ پاکستان میں تو عوام کے چند گروہوں کی طرف سے ایسا ردعمل دیکھنے میں آتا ہے لیکن بھارت میں تو خود ریاست اور ریاستی ادارے اقلیتوں پر جرم میں ملوث نظر آتے ہیں اور یہ تماشہ بھی ہم بھارت ہی میں دیکھتے ہیں کہ: مسلمانوں کے قاتل ”نریندر مودی“ کو اگلے الیکشن میں پھر وہاں کے عوام ووٹ دے کر اپنا وزیراعلیٰ بنالیتے ہیں۔

یہ بھی ایک المیہ ہے کہ جو جماعت اس وقت ملک کی سربراہی سنبھالے ہوئے ہے اس کی ممبر رکن قومی اسمبلی اعتراض کررہی ہیں کہ: ”اس میں کوئی ابہام نہیں کہ عسکریت پسندی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا تعلق واضح طور سے پاکستان سے ہے۔“ یہ تو اپنا جرم خود ہی قبول کرنے اور سزا کے لئے تیار رہنے کے مترادف ہے۔ حکومت کی ذمہ داری جرائم کا اقرار نہیں، جرائم کا خاتمہ ہوتی ہے۔ اقلیتوں پر حملہ کرنے والوں نے غلط کام کیا لیکن ان کو پکڑنا اور سزا دینا تو ریاست کا کام ہے اور اقلیتی گروہ پر حملے کی تو ایک ہی کارروائی سامنے آئی ہے لیکن پاکستان کی مسلم اکثریت دن رات دہشت گردوں کی جن کارروائیوں کا نشانہ بن رہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ پاکستان کے مسلمان تو ہر روز اتنے بم دھماکوں اور دیگر ہلاکت خیز کارروائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں کہ اب تو ان کا شمار بھی مشکل ہوگیا ہے۔ آپ ان واقعات کی طرف سے کیسے آنکھیں بند کرسکتی ہیں؟ ان پر آنسو کون بہائے گا؟ ان کے قاتلوں کو کیفرکردار تک کون پہنچائے گا؟ بچ جانے والے مسلمانوں کو تحفظ کی امید کون دلائے گا؟ کیا ان کے زخموں کی مسیحائی اور ان کے تحفظ کے لئے ان سے ان کی مذہبی شناخت چھین لینے کا حل حکومتی ایوانوں میں گردش کررہا ہے؟ اس صورت حال میں اپنی شکستہ قوم کی سمت کو شیری رحمٰن صاحبہ کس دوسری سمت موڑنے کا اشارہ دے رہی ہیں۔ وضاحت کا انتظار رہے گا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰/ جولائی ۲۰۱۰ء)

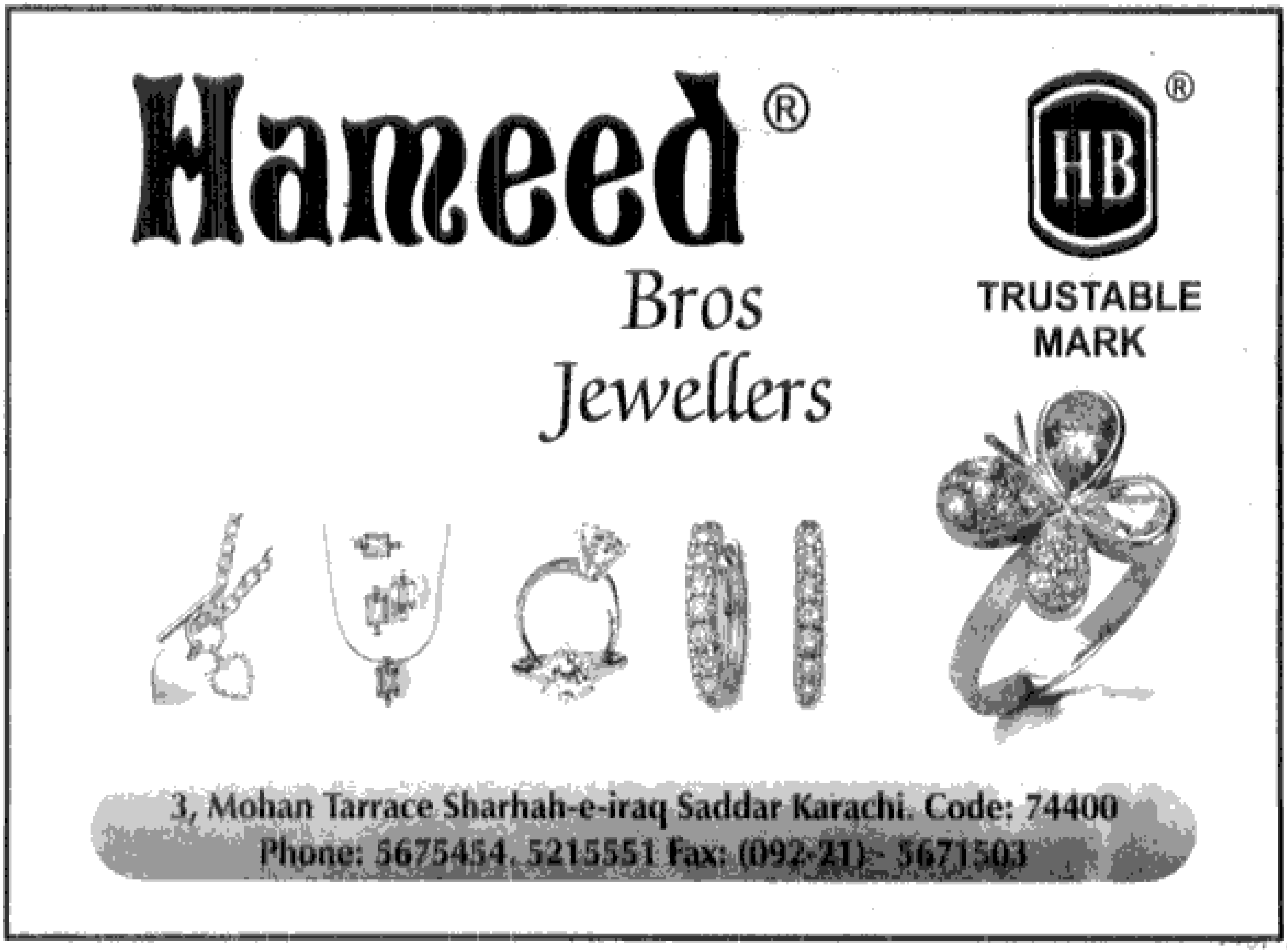

عاشقانِ ختم نبوت کے

ایمان افروز واقعات

مولانا شعیب فردوس

امت مسلمہ کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ جو محبوب رب کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی خاطر قربان ہوگیا، گویا اس نے حیات جاودانی حاصل کرلی۔ ہر دور میں ہزاروں دیوانے ایسے بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے تقدیس رسالت کی خاطر وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی، جن کے پیش نظر رخ مصطفیٰ ہی وہ آئینہ رہا کہ پھر ایسا دوسرا آئینہ نہ ان کی بزم خیال میں آیا، نہ ہی دکان آئینہ ساز میں۔ عشق نبوی میں اپنی ہستی کو فنا کرنے کی یہ روایت برصغیر میں اس وقت خوب پروان چڑھی جب سارق ختم نبوت مسیلمہ پنجاب غلام احمد قادیانی ملعون نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں دعویٰ نبوت کر دیا۔

برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے پورے عزم وہمت استقلال، ہمت وقوت سے اس فتنے کا مقابلہ کیا اور سرفروشی کی داستانیں رقم کیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مشن بنایا اور اس کی خاطر ہر صعوبت وتکلیف کو بسروچشم قبول کیا۔

حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ نے تحریک ختم نبوت کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' مقرر فرمایا اور ''انجمن خدام الدین'' کے ایک عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہندوستان کے ممتاز ترین پانچ سو علما کی بیعت ان کے ہاتھ پر کرائی۔

خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نہ صرف یہ کہ عشق رسول سے ہمہ وقت سرشار رہتے بلکہ تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن سے آپؒ کی قلبی وابستگی اس قدر تھی کہ ۱۶/فروری ۱۹۵۲ء بیرون دہلی دروازہ لاہور میں جلسۂ عام سے خطاب فرما رہے تھے، مجمع ہمہ تن گوش تھا، کسی نے کہا: ''خواجہ ناظم الدین (اس وقت کے وزیر اعظم) لاہور پہنچ گئے۔'' امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

''ساری باتوں کو چھوڑیے لاہور والو! کوئی ہے؟'' اور یہ کہتے ہوئے اپنی ٹوپی سر سے اتار لی اور ٹوپی کو ہوا میں لہراتے ہوئے نہایت ہی جذبات کی کیفیت میں فرمایا: ''جاؤ! میری اس ٹوپی کو خواجہ ناظم الدین کے پاس لے جاؤ، میری یہ ٹوپی بھی کسی کے سامنے نہیں جھکی، اسے خواجہ صاحب کے قدموں میں ڈال دو، ہاں ہاں! جاؤ! اور میری ٹوپی ان کے قدموں میں ڈال کر یہ کہو کہ پاکستان کے بیت المال میں اگر سور ہیں تو عطاء اللہ شاہ بخاری تیرے سوروں کا دو ریوڑ چرانے کے لئے بھی تیار ہے، مگر شرط صرف یہ ہے کہ حضور

حلقہ منظور کالونی میں علمائے کرام اور کارکنوں کا اجلاس ومشاورت

کراچی ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی جامع مسجد مریم میں گزشتہ جمعہ بعد نماز عصر علمائے کرام اور کارکنان ختم نبوت کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں ختم نبوت کے کاز سے متعلق مشاورت کی گئی۔ اس اجلاس کی صدارت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ اور قاری اللہ داد نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی اور علمائے کرام اور خطبا حضرات سے درخواست کی کہ ہر مہینے کم از کم ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت پر بیان کیا جائے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کے جذبے سے ختم نبوت کے لئے بھرپور کام کریں اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے آگاہ رہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک اور ختم نبوت کا لٹریچر ہر ہر شخص تک پہنچائیں اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اجلاس میں جمعیت علمائے اسلام جمشید ٹاؤن کے ناظم عمومی مولانا محمد ندیم رانا، جامع مسجد اقصیٰ کے خطیب مولانا محمد بلال، یوسی 2 کے امیر قاری سعید احمد مدنی، جامع مسجد نور کے خطیب مولانا محبوب، مولانا عمر گلاب، حافظ محمد ابوبکر نعمانی کے علاوہ علاقہ بھر کے ائمہ، خطبا، مدارس کے طلبا اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے جوش و جذبہ کے ساتھ کام کرنے کا عزم مصمم کیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی ختم رسالت کے حفاظت کا قانون بنا دے، کوئی آقا کی توہین نہ کرے، آپ (ﷺ) کی دستار ختم نبوت پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔''

عاشقان پاک طینت کی اس جماعت میں ایک نام حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ جب مدرسہ شاہی مراد آباد سے فارغ التحصیل ہوکر گھر پہنچے تو اس وقت ان کے گھر کے مالی حالات بہت پریشان کن تھے، بڑے بھائی علیل تھے، حضرت مفتی صاحبؒ تدریس کے لئے کسی جگہ کے متلاشی تھے، انہی دنوں کا ذکر ہے کہ حضرت مفتی محمودؒ کے پاس قادیان سے کچھ مرزائی آئے، ان کا کہنا تھا کہ: ''ہم نے ایک بڑا مدرسہ بنایا ہے، جس میں معقولات یعنی منطق وفلسفہ کے ایک ماہر استاد کی ضرورت ہے۔'' ان مرزائیوں نے حضرت مفتی صاحب کو سو روپے ماہانہ تنخواہ کی بھی پیشکش کی جو اس وقت کے حساب سے بہت معقول تنخواہ تھی، لیکن حضرت مفتی محمودؒ نے اپنے اور اپنے اہل خانہ کی انتہائی غربت کی حالت کے باوجود اس پیشکش کو ٹھکرادیا اور فرمایا کہ:

''اس پیشکش کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں مسلمانوں کے مقابلے میں مرزائیوں کو معقولی بناؤں۔''

حضرت مفتی صاحبؒ کے چند مخلص اور ہمدرد دوستوں نے آپ کو سمجھایا کہ آپ نے پیسے لینے ہیں اور تعلیم دینی ہے، کسی مسلمان کو مرزائی (قادیانی) تو نہیں بنانا، پھر آپ کی گھریلو مجبوری بھی ہے، مگر غیرت ایمانی اور عشق رسول سے سرشار حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ انکار پر جمے رہے، آخرکار مرزائی مایوس ہوکر چلے گئے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت فیصل آباد میں عاشق ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کے دم قدم سے چلی، حکومت نے بڑی تگ ودو کے بعد آپ کو گرفتار کرلیا، گرفتاری کے بعد آپ کو لاہور کے شاہی قلعے میں لایا گیا، یہاں پولیس کے بعض افسروں نے آپ پر ظلم وستم کی انتہا کردی، لیکن اس مرد قلندر نے ہر صعوبت وتکلیف، تشدد واذیت انتہائی خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اف تک نہ کی اور اپنی استقامت سے قرون اولیٰ کے ان عشاق رسول کی یاد تازہ کردی، جنہوں نے کفار مکہ کے ظلم وستم تو برداشت کئے لیکن عشق نبوی کی مقدس چادر کو اپنے جسم سے الگ نہ ہونے دیا۔

اس زمانے میں پولیس کے ایک بڑے افسر نے حضرت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کے بارے میں یہ اعتراف کیا کہ:

''تاج محمودؒ قرون اولیٰ کے فدایان رسول عربی کی بے نظیر تصویر تھے، وہ پولیس کے ہر وار پر درود پڑھتے اور عشق رسالت میں ڈوب جاتے۔'' ☆☆☆

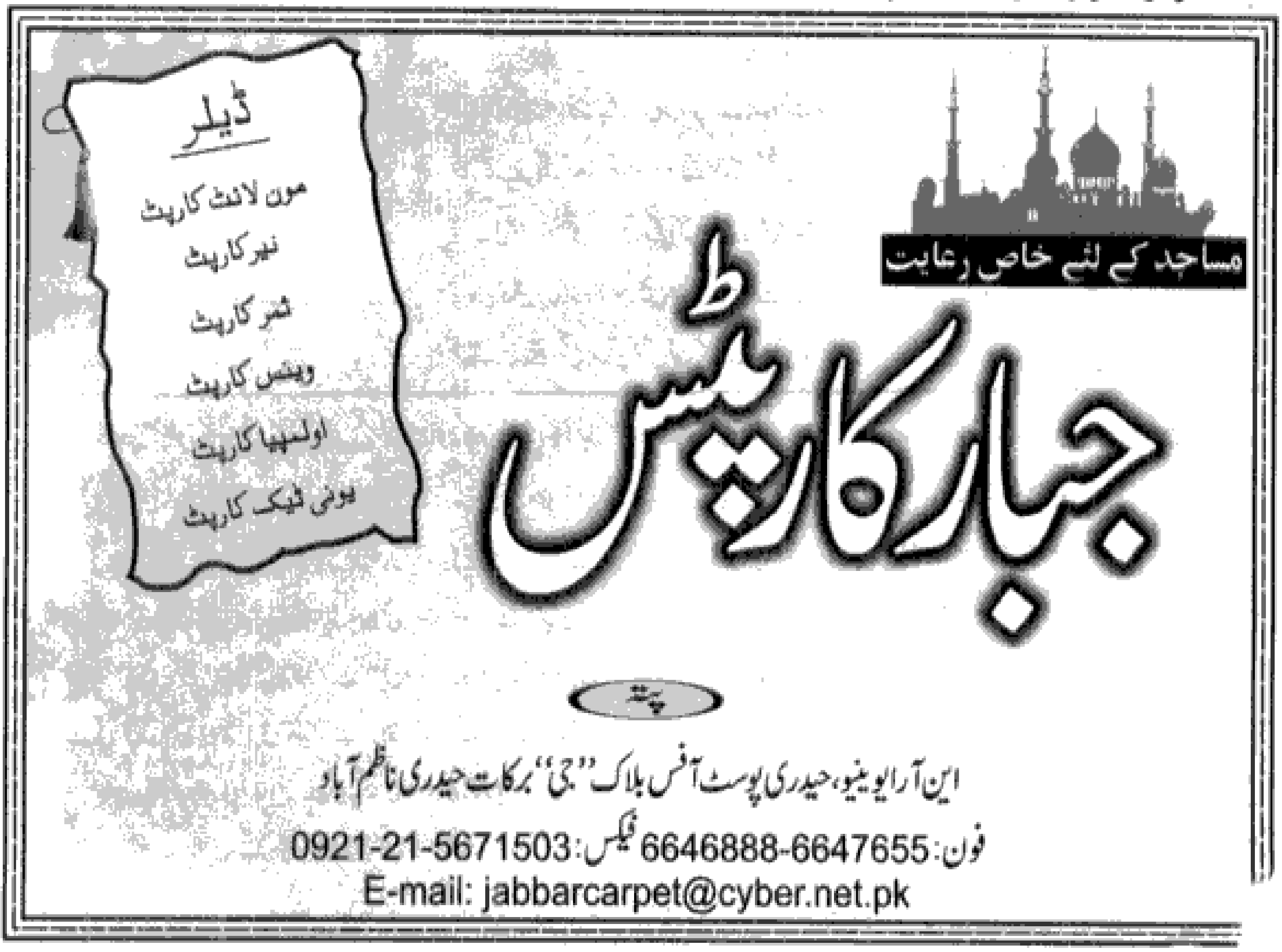

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام

ختم نبوت کنونشنز

ٹنڈو آدم (رپورٹ: مولانا راشد مدنی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں ختم نبوت کنونشنز منعقد کئے گئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا کنونشن: ۲۷/ جون بروز اتوار بعد نماز مغرب نورانی مسجد جھول سانگھڑ میں رکھا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ، مبلغ ختم نبوت سرگودھا مولانا محمد فیصل ندیم اور راقم الحروف مغرب سے قبل نورانی مسجد پہنچے، نماز مغرب کے بعد کنونشن کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا فیصل ندیم نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ لاہور میں قادیانی اپنی عبادت گاہوں پر حملے کی آڑ میں مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے خلاف بنے قوانین ختم کروانے کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں اور قادیانی بدترین گستاخ رسول ٹولہ ہے اور پاکستان کے مسلم عوام کسی بھی گستاخ رسول کو مذہبی آزادی کی اجازت نہیں دیں گے۔ مولانا احمد میاں حمادی کی دعا پر یہ کنونشن اختتام پذیر ہوا۔ دوسرا پروگرام بعد نماز عشاء قبا مسجد سانگھڑ میں منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری حافظ زاہد حجازی تھے، سب سے پہلے راقم الحروف نے بیان کیا، پھر مولانا فیصل ندیم نے بیان کیا، آخر میں حضرت اقدس علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ نے بیان کیا اور دعا بھی کروائی۔

دوسرا کنونشن: ۲۸/ جون بروز پیر بعد نماز مغرب مدرسہ عزیزیہ باب رحمت کھورو پہنچے، قاری ناظر حسین اور مولانا شبیر احمد کی معیت میں جامع مسجد حنفیہ میں نماز کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا۔ راقم الحروف نے ابتدائی بیان کیا مولانا فیصل ندیم اور حضرت اقدس علامہ احمد میاں حمادی مدظلہم کے بیانات ہوئے۔ پروگرام میں علما، طلبا اور شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

تیسرا کنونشن: ۲۹/ جون بروز منگل بعد نماز عشاء مدرسہ ندوۃ العلوم ختم نبوت ٹنڈو آدم میں ترتیب دیا گیا۔ کنونشن کے آغاز میں حافظ نعمت اللہ نے تلاوت کی اور حافظ عبدالرحمن نے نعت پیش کی اس کے بعد راقم الحروف نے کنونشن کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی مولانا فیصل ندیم، مولانا محمد نذر عثمانی نے کنونشن میں خصوصی خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور قادیانی عقائد و عزائم سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔

چوتھا پروگرام: ۳۰/ جون بروز بدھ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ شہداد پور میں حضرت مولانا محمد یوسف مہتمم دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کی نگرانی میں ہوا۔ قاری اسحاق مدنی نے تلاوت کی۔ مولانا فیصل ندیم، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی، مولانا نذر عثمانی اور راقم الحروف نے بیانات کئے۔

شہداد پور میں کنونشن کے انعقاد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم نائب مہتمم دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کی خصوصی دلچسپی و سرپرستی شامل رہی اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

روسی زبان میں سیرت نبوی ﷺ پر پہلی کتاب

ماسکو میں ''مرکز النشر العلمی'' نے روسی زبان میں سیرت نبوی ﷺ پر پہلی کتاب شائع کی۔ اس کی تصنیف میں دو اسکالروں (ڈاکٹر ناتالیا فریموفا اور ڈاکٹر توفیق ابراہیم سلام) کا حصہ ہے۔

یہ کتاب سیرت نبوی پر روسی زبان میں پہلی کتاب مانی جارہی ہے، اس میں سیرت ابن ہشام اور دیگر مراجع و مصادر پر اعتماد کیا گیا ہے، پہلی جلد میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے، آپ کی پیدائش، نزول وحی، مکہ میں دعوت اسلام کا آغاز اور مکی واقعات وحالات بیان کئے گئے ہیں، جب کہ دوسری جلد میں ہجرت مدینہ اور اس کے بعد کے حالات لکھے گئے ہیں۔ کتاب کی ترتیب میں اور سیرت کے واقعات و حالات کے بیان کرنے میں لائق مصنفین نے قرآنی آیات، احادیث نبوی بالخصوص صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی وغیرہ پر اعتماد کیا ہے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

خبروں پر ایک نظر

حب چوکی میں ختم نبوت پروگرامز

کراچی (رپورٹ: صابر خان، سید محمد شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ بدھ کو حب چوکی کی مرکزی مسجد اور دیگر مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر پروگرام منعقد کئے گئے. جن میں مقامی علمائے کرام اور علاقہ بھر کے عوام نے بھرپور شرکت کی۔ اس سلسلہ میں پہلا پروگرام بعد نماز عصر فردوس مسجد نزد جمعہ ہوٹل میں منعقد ہوا، مسجد کے خطیب مولانا محمد زکریا نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ مہمان علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا اور نمازیوں کو دھیان اور توجہ سے بیانات سننے کی تاکید کی۔ مولانا مفتی فیض الحق نے قادیانیوں کے عقائد سے سامعین کو آگاہ کیا اور جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت وکردار پر روشنی ڈالی۔

دوسرا پروگرام مولانا محمد اسحق کی نگرانی میں مسجد نور میں ترتیب دیا گیا، جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ قرآن واحادیث اور علمائے امت کی تصریحات کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، لیکن قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے منکرین کو جہنمی قرار دیا۔ قرآنی آیات کو اپنی ذات پر منطبق کیا اس طرح مرزا نے مسلمانوں کے اجماعی اور متفقہ عقیدہ کا انکار کیا۔

تیسرا پروگرام حب چوکی کی مرکزی جامع مسجد میں بعد نماز مغرب مفتی کفایت اللہ کی سرپرستی میں منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر مفتی فیض الحق نے عشق رسول اور محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی بیان کیا، انہوں نے کہا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت دل میں بس جاتی ہے تو عشاق کسی کذاب و دجال کی دھونس، دھمکی میں نہیں آتے۔ حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی ملعون کے سامنے گردن نہیں جھکائی اور اس کی جھوٹی نبوت کو ماننے سے انکار کردیا۔ انتقاماً اسود عنسی نے آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آگ کو گل و گلزار بنادیا۔ آج ہمیں بھی یہ جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم عشق مصطفیٰ سے سرشار ہوکر منکرین ختم نبوت کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرسکیں۔ اس پروگرام میں مولانا محمد اسماعیل، مولانا نصیب اللہ، مولانا احمد محمود، مولانا محمد جان، مولانا قاری عبدالباسط، مولانا محمد ہاشم، مولانا محمد، حافظ محمد عظیم، عبدالصمد محمد ایوب، محمد حنیف، علی محمد، افتخار، الطاف حسین، عبدالرشید اور کثیر تعداد میں کارکنان ختم نبوت اور اہل علاقہ نے شرکت کی۔

چوتھا پروگرام جامع مسجد محمدی ملاں روڈ میں مولانا یعقوب ساسولی کی سرپرستی میں رکھا گیا۔ مولانا توصیف احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کرکے مسلمانوں کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑنے کی کوشش کی ہے۔ مرزا نے کہا کہ میں بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' ہوں اور اب نجات اخروی میری اتباع میں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، اولیائے کرامؒ اور علمائے امت کی شان میں گستاخیاں کیں۔ مولانا نے تمام سامعین کو قادیانیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کیا اور انہیں خبردار کیا کہ مرزائیوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر ایمان کی دولت سے محروم نہ ہوجانا۔ اگر تمہیں کوئی قادیانی گمراہ کرنے کی کوشش کرے تو فوری طور پر مرکزی دفتر ختم نبوت میں اطلاع دیں۔

پانچواں پروگرام مولانا محمد اسماعیل کی زیر نگرانی مدینۃ العلوم اکرم کالونی کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ مفتی فیض الحق نے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ فتنہ قادیانیت اس دور کا خطرناک ترین فتنہ ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں، ان سے خود بھی بچیں اور اپنی نئی نسل کو بھی بچائیں۔

چھٹا پروگرام جامع مسجد مدنی مومدرہ کالونی میں مولانا محمد نواب الدین کے تعاون سے رکھا گیا۔ اس پروگرام میں مولانا توصیف احمد نے اہل محلہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم نے اس مسلہ عقیدہ کے سلسلہ میں کوتاہی کی تو قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمندگی ہوگی، اس لئے ہر مسلمان کو ختم نبوت کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ ان پروگراموں میں حب چوکی کے ساتھیوں نے بڑی محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کی محنت وکوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

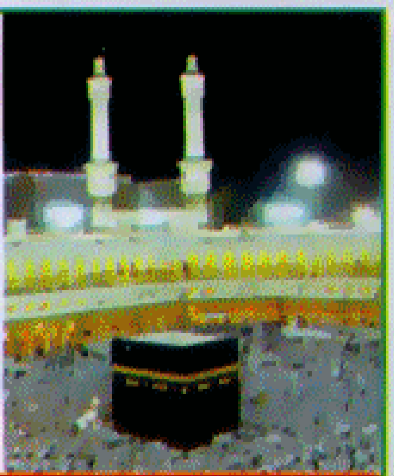

حج مبرور و مقبول

مناسک حج سیکھ کر جائیں۔

عالمگیر مسجد میں تربیتی پروگرام ان شاء اللہ

1۔) تعارفی پروگرام	01-08-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
2۔) افتتاحی پروگرام	22-08-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
3۔) پہلا حج تربیتی پروگرام	19-09-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
4۔) دوسرا حج تربیتی پروگرام	26-09-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
5۔) تیسرا حج تربیتی پروگرام	03-10-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
6۔) چوتھا حج تربیتی پروگرام	10-10-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے
7۔) یک نشست مکمل حج تربیتی پروگرام	15-10-2010	بروز جمعہ بعد نماز عصر
8۔) یک نشست مکمل حج تربیتی پروگرام	22-10-2010	بروز جمعہ بعد نماز عصر
9۔) یک نشست مکمل حج تربیتی پروگرام	29-10-2010	بروز جمعہ بعد نماز عصر
10۔) حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں	26-12-2010	بروز اتوار صبح (10:00) دس بجے

سرکاری اور پرائیویٹ اسکیم کے مرد و خواتین عازمین حج شریک ہو کر مستفید ہوں

تمام پروگرام ان شاء اللہ عالمگیر مسجد (عالمگیر روڈ، بہادر آباد، کراچی) میں وقت مقررہ پر شروع ہونگے
مناسک و مسائل حج پر دار العلوم کورنگی، کراچی کے مستند عالم و استاد راہنمائی فرمائیں گے۔

انتظامیہ **افضل الحج** شعبہ حج، عالمگیر مسجد

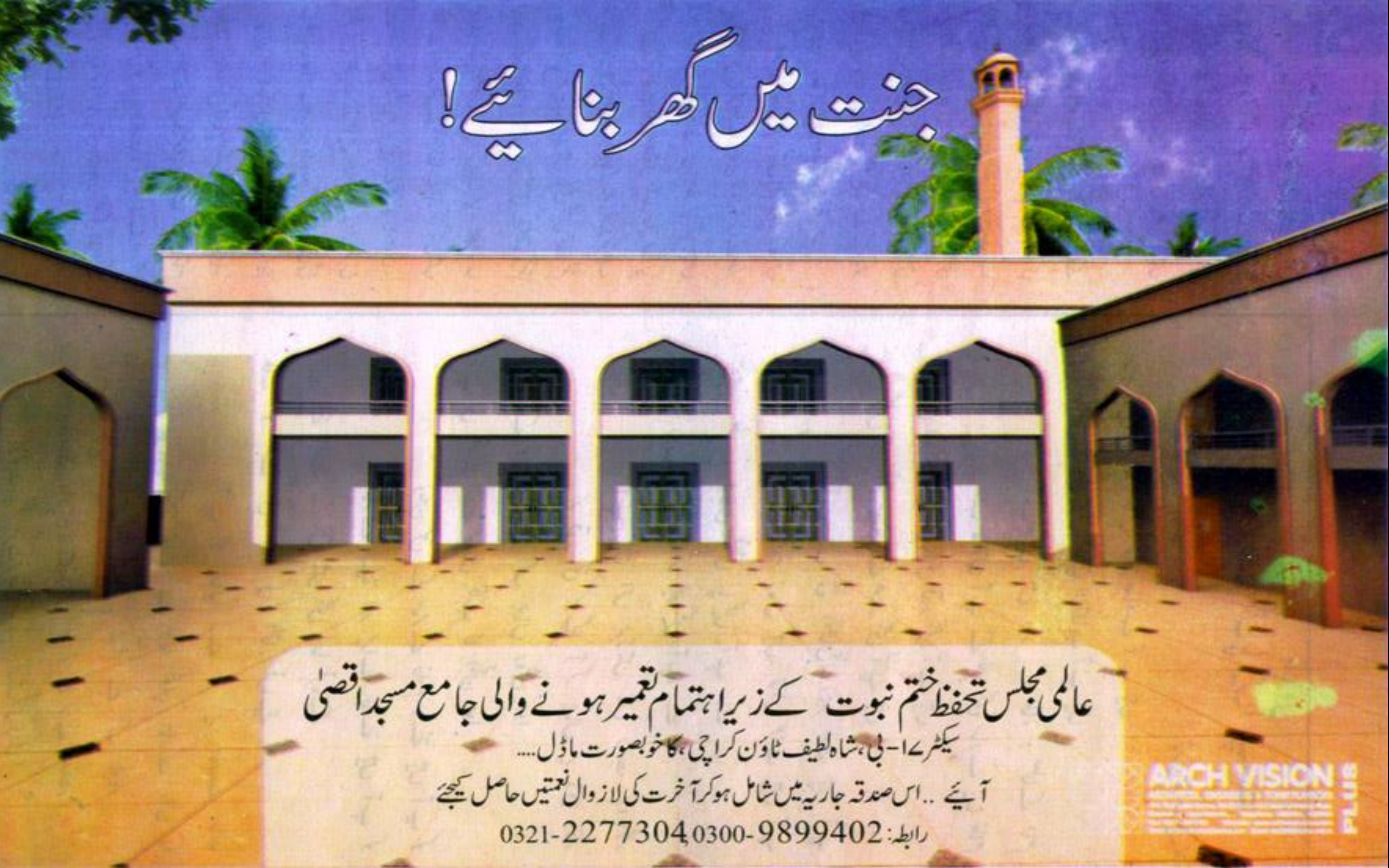

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آیئے .. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہوکر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304
ARCH VISION
PLUS